اسلامی اقدار کا نقیب

ترجمانِ اسلام

ہفت روزہ

لاہور

نگرانِ اعلیٰ

مولانا مفتی محمود

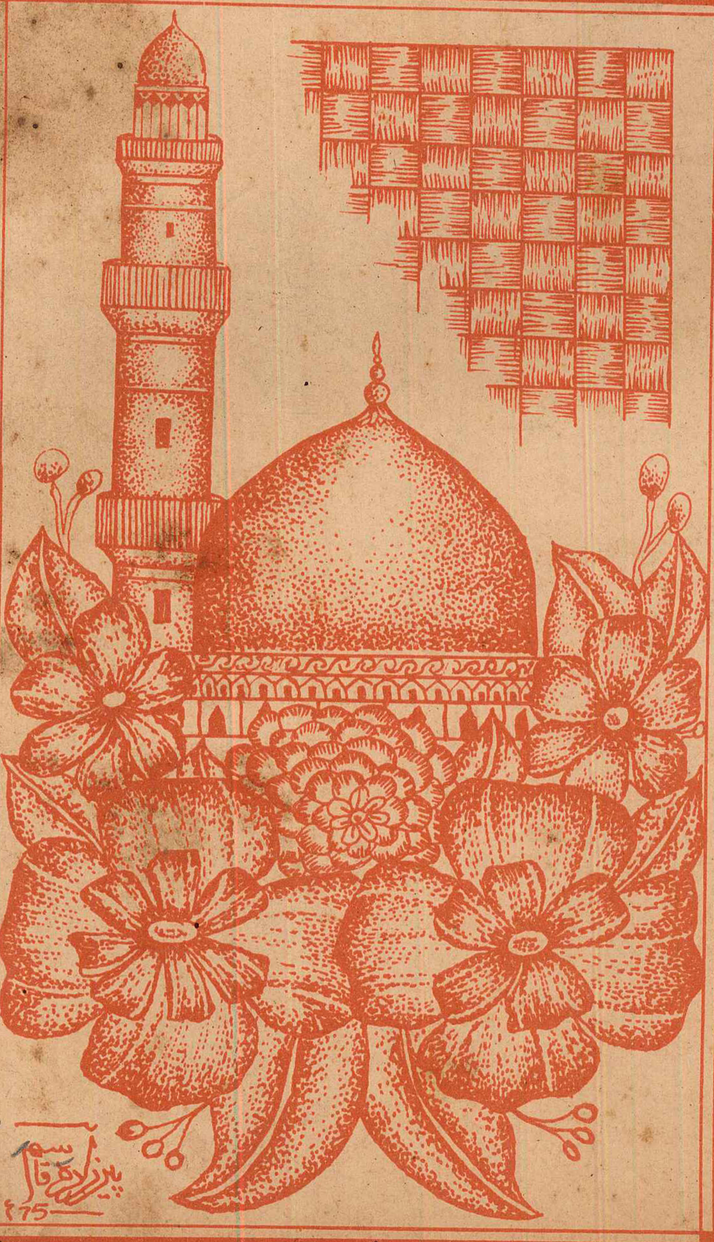

18/17

مفکرِ اسلام

قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود
کے دورہ سندھ
اور سجاول میں قاتلانہ
حملہ کی مکمل رُوداد آئندہ
شمارے میں ملاحظہ فرمائیے

عمیر الہاشمی کے قلم سے

ادارہ

ج ۱۸ ش ۱۷

نعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بصد یقین و بصد اعتبارِ دیدہ وری
ہے تیری ذات پہ تکمیل عظمتِ بشری
ترے وجود پہ فہرست انبیا ہے تمام
تجھی پہ ختم ہے روح الامیں کی نامہ بری
ترے حدود نبوت، تیرا مقام نظر
بتا رہی ہے تری زندگی کی زود اثری
ہے ایک تو ہی تو نباضِ رحمتِ یزداں
ہے صرف تجھ پہ مدار شفاعتِ بشری
گئی کبھی نہ ترے در پہ سر جھکائے بغیر!
سجود شوق کی الجھن جبیں کی دربدری
مرے کریم، مجھے ہے ترا کرم درکار
مرے مسیح مجھے ہے تلاش چارہ گری
ترے حضور بصد شرم لے کے آیا ہوں
کچھ آنسوؤں کا تلاطم، کچھ آستیں کی تری
بنا لے پھر ہمیں اپنا کہ رحمتِ عالم
دلوں میں بے خبری ہے دعائیں بےاثری
گرے پڑے ہیں اب ان راستوں میں دیوانے
جہاں نہ ذکر گریباں، نہ فکر بخیہ گری
دہائی ہے کہ عمامے بھی بِک رہے ہیں یہاں
تری شراب کی کرتے ہیں رند پردہ دری
عمل غلام، عبادت غلام، علم غلام
لطافتوں سے معرّا، بلندیوں سے بری
گناہ و جُرم کے سائے میں پل رہے ہیں عوام
تمام بے خبری ہے، کمالِ باخبری
چمن اجاڑ کے دنیا سجا رہی ہے مزار
نگاہ شوق ہے یکسر حجاب جلوہ گری
ترا بھی ہے یہی منشا تو اے شہہ بطحا
مجھے قبول یہ شام و سَحَر کی دردسری

ترے سوا دلِ دانش میں کچھ نہیں لیکن
تری رضا ہو تو اک انتقام فتنہ گری

احسان دانش.

اداریہ

اکرام القادری

قاتلانہ حملہ

گذشتہ دنوں قائمقام قائد حزب اختلاف و قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود صوبہ سندھ کے دورے کے دوران حیدر آباد سے سجاول کی طرف جا رہے تھے کہ مفتی صاحب پر غنڈوں نے اچانک حملہ کر دیا۔ مفتی صاحب کے ہمراہ صوبہ سندھ جمعیۃ علماء اسلام کے سربراہ پیرِ طریقت مولانا محمد شاہ امروٹی بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مفتی صاحب بال بال بچ گئے، لیکن جمعیۃ کے دو کارکنوں میں سے ایک کے پاؤں کے نچلے حصے میں گولی لگی اور دوسرے کو گردن پر زخم آئے۔

در اصل موجودہ "عوامی حکومت" کے دور میں گذشتہ تین سال سے یہ کھیل کھیلا جا رہا ہے کہ سیاسی مخالفین کو دھن دھونس اور دھاندلی سے دبایا جائے: موجودہ حکمرانوں کی سب سے پہلی کوشش یہ ہوتی ہے کہ مخالف جماعتوں کے رہنماؤں کو مختلف حیلوں بہانوں سے رام کیا جائے' اگر اس طرح سے بات بنتی ہوئی نظر نہ آئے تو روٹ پرمٹوں سے لے کر وزارتوں اور سفارتوں تک کی پیش کش کی جائے۔ اور اگر کچھ سخت جان مردانِ حُر اس دامِ ہمرنگِ زمین کا بھی شکار نہ ہو سکیں' اور وزارت و صدارت کو پائے استحقار سے ٹھکرا دیں، جیسا کہ مولانا مفتی محمود نے اصولوں کے مقابلے میں وزارت علیا کو ٹھکرا دیا اور خان عبد الولی خان نے عہدہ صدارت کی پیش کش مسترد کر دی، تو پھر بے بنیاد مقدمات اور غلط الزامات سے ان کی سواگت کی جاتی ہے۔ وہ رات کو سوتے ہیں تو ملک کے وفادار ہوتے ہیں اور صبح کو اٹھتے ہیں تو اپنے متعلق اخبارات میں غداری اور ملک دشمنی کی مرصع و مسجع غزل پڑھ کر ششدر و سرگرداں رہ جاتے ہیں۔ ان کی کردار کشی کی جاتی ہے، ان کے متعلق قرطاس ابیض شائع کیے جاتے ہیں، انہیں زنجیریں پہنائی جاتی ہیں، انہیں جیل یاترا کرائی جاتی ہیں اور اگر "عوامی حکومت" کی ان تمام تر ریشہ دوانیوں اور کارستانیوں کے باوجود چند تاریخ ساز وجود آمریّت و فسطائیّت کی تاریک رات میں جمہوریت کی مشعل کو فروزاں کرنے کا تہیہ کر لیں، آزادی رائے کی جوت جگانے کو ترجیح دیں، شرار بولہبی کے سامنے چراغِ مصطفوی کی عملی تصویر بن جائیں، فرعون وقت کے سامنے عصائے موسوی اور یدِ بیضا کی صدائے بازگشت ثابت ہوں تو پھر ان کے سروں سے مقتل سجایا جاتا ہے۔ "عوامی نیتا" اپنے دورِ اقتدار کے روزِ اوّل سے اس خطرناک روش پر گامزن ہیں۔ وہ نشۂ اقتدار میں اس قدر اندھے اور بہرے ہو چکے ہیں کہ انہیں نہ تو کوئی صحیح راستہ سجھائی دیتا ہے اور نہ ہی حق و صداقت کی کوئی آواز ان کے کان پڑتی ہے۔ انہیں اگر کوئی دھن ہے تو یہ ہے کہ ان کے اقتدار کی شمع روشن رہے۔ خواہ اس کے لیے کتنی ہی قیمتی سے قیمتی شئے داؤ پر کیوں نہ لگانی پڑے، ملک دولخت ہوتا ہے تو ہو، سرحد و بلوچستان کا مقدر تاریک ہوتا ہے تو ہوا کرے، کشمیر کی قسمت کا سودا ہوتا ہے تو ہوتا رہے، مسلّمہ قومی رہنما محبوس و محصور کرنے پڑیں تو سودا سستا ہے، شمس الدین شہیدؒ کا مقدس خون بہتا ہے تو بہے، ڈاکٹر نذیر کی لاش تڑپتی ہے تو تڑپے، خواجہ رفیق گولی کا

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۱۷
جمعۃ المبارک ۲ر مئی ربیع الثانی

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

رئیس الادارہ
اکرام القادری

مجلس ادارت
مولانا سعید احمد رائے پوری
سید مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

★★

بدلِ اشتراک
سالانہ ــــــ ۳۸ روپے
ششماہی ــــــ ۱۹ روپے
سہ ماہی ــــــ ۹/۵۰ روپے
فی پرچہ:
۷۵ پیسے

پریمیئر میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ سے شائع کیا

نشانہ بنتے ہیں تو بنے۔ عبدالصمد خان اچکزئی کو اگر بم سے اڑانا پڑے تو اڑا دیا جائے۔ نواب محمد احمد خان کو موت کی آغوش میں دھکیلنا پڑے تو کوئی بات نہیں، حیات محمد شیرپاؤ کو بھینٹ چڑھانا پڑے تو چڑھا دیا جائے۔ **الغرض** یہ سب کچھ ہوتا ہے تو ہو، مگر "عوامی حکومت" کے اقتدار کی رسی دراز سے دراز تر ہوتی رہے۔

ہم بلاخوف تردید کہتے ہیں کہ قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود صاحب پر قاتلانہ حملہ بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے اور ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ مفتی صاحب پر یہ حملہ حکومت کی منشا سے ہوا ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کی پُراسرار خاموشی بھی ہمارے دعوے کی تصدیق و تائید کرتی ہے۔

عجیب تر و مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ ایک طرف متعلقہ حکام حملہ کی تردید کرتے ہیں اور دوسری طرف مجرموں کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔ اگر کچھ ہوا ہی نہیں تو پھر یہ گرفتاریاں چہ معنی؟

حکومت شائد اس غلط فہمی یا خوش فہمی میں مبتلا ہے کہ مفتی محمود کو اس طرح کے بزدلانہ حملوں سے خوف زدہ کر کے خاموش کر دیا جائے گا اور مفتی محمود ہماری راہ کا ہمالہ نہیں بنے گا، ہمارا خواب و خور حرام نہیں کرے گا۔ ہمارے عیش و آرام میں مخل نہیں ہوگا اور ہم غریب عوام کے خون سے تعمیر کردہ عشرت کدوں میں من مانیاں کرتے رہیں گے۔

"عوامی سورما" نہیں جانتے کہ مفتی محمود کی نسبت کن لوگوں سے ہے۔ لارڈ میکالے کے مرتب کردہ نظام تعلیم کی فضائں میں تربیت و ذہنی نشوونما پانے والے ہیگل کا فلسفۂ ارتقاء تاریخ، ڈارون تھیوری اور مارکس کا فلسفۂ معیشت و اقتصادیات پڑھنے والے اگر بلالؓ و صہیبؓ، یاسرؓ و خبیبؓ کی بے مثال قربانیوں کا مطالعہ کرتے امام ابوحنیفہؒ و احمد بن حنبلؒ کی داستانِ شجاعت و عزیمت پڑھتے، شاہ اسماعیل شہیدؒ اور سید احمد شہیدؒ کے غلغلہ جہاد و دغا سے آشنا ہوتے، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا ابوالکلام آزاد اور اس قبیل کے ہزاروں علماء و زعماء کی تاریخِ حریّت و شجاعت کی ورق گردانی کرتے تو انہیں علم ہوتا کہ مفتی محمود کس قافلۂ عزیمت و شجاعت اور حریت و پامردی کے فرد ہیں۔ مفتی محمود باطل کے سامنے جھکنا نہیں جانتے، حق کی راہ میں سر کٹانا جانتے ہیں۔ ہم شرح صدر سے کہتے ہیں کہ جس طرح ان کی آنکھوں کو اقتدار کی چکاچوند خیرہ نہ کر سکی اسی طرح انہیں قاتلانہ حملے بھی خوف زدہ نہیں کر سکتے۔ مفتی محمود کو اپنی منزل کی صداقت کا یقین ہے۔ اس قسم کی شرمناک سازشیں اور قاتلانہ حملے تو ان کے ایمان کو مزید جلا بخشتے ہیں، مخالف قوتیں لاکھ مجتمع ہو کر مفتی محمود کے مقابلے میں آئیں انشاء اللہ وہ انہیں زیر نہ کر سکیں گے

کاش مفتی محمود کے ایک پیروکار اور شاگرد سید شمس الدین شہیدؒ کا مقدس خون تمہاری آنکھوں کی پٹی کھول دیتا اور تم سمجھ جاتے کہ جب شمس الدین شہیدؒ نے ذلت کی زندگی پر عزت کی موت کو ترجیح دی ہے تو مفتی محمود ایسا مردِ قلندر اور عزم کا ہمالہ کیسے تمہاری گولیوں، لاٹھیوں سنگینوں اور تیغ و تفنگ سے خوف زدہ ہو سکتا ہے؟

ہم سیکورٹی فورس اور پولیس کی بیساکھیوں پر قائم "عوامی حکومت" کے سورماؤں کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈوں سے باز آجائیں ورنہ اگر ان واقعات کا ردعمل ہونے لگا تو پھر انتہائی شدید ردعمل ہوگا جس کی ذمہ داری خود حکمرانوں پر ہوگی۔

ہم حکومت سے مفتی محمود کی جان کی بھیک نہیں مانگتے، کیونکہ ہمارا پختہ یقین ہے کہ یہ سب کچھ حکومت کی منشا و مرضی سے ہو رہا ہے۔ ہم تحقیقات کا مطالبہ بھی ایک رسمی بات سمجھتے ہیں۔ تحقیقات کا سوانگ رچایا بھی گیا تو وہ محض دکھاوا ہوگا۔ ہم ارباب اختیار سے مطالبہ کرنے کی بجائے بارگاہ صمدیت میں حضرت مفتی صاحب کی درازیٔ عمر کے لیے دعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو عمر خضر عطا فرمائیں۔ کیونکہ ملک و ملت کو ان کے وجودِ محمود و مسعود کی اشد ضرورت ہے۔

آخر میں ہم جمعیت کے جیالے کارکنوں کی خدمت میں عرض کریں گے کہ ان کی بھی کچھ ذمہ داریاں ہیں انہیں چاہیے کہ وہ حضرت مفتی صاحب کو کسی ناپاک ہاتھ سے کسی قسم کی گزند نہ پہونچنے دیں۔ پہلے سے کہیں زیادہ چاق و چوبند ہو کر رہیں۔ ان کا فرض صرف اتنا ہی نہیں کہ وہ حضرت مفتی صاحب کو جلسہ کی دعوت دیں اور بس زیادہ سے زیادہ جلسوں کے اہتمام میں مصروف ہو جائیں۔

مجھے امید ہے کہ جمعیت کے جاں نثار کارکن میری معروضات کو مجذوب کی بڑ اور دیوانے کا خواب نہیں سمجھیں گے۔

ضروری اعلان

دارالعلوم رحمانیہ چمن شاہ تحصیل لیہ کا سالانہ جلسہ
بتاریخ ۱۶/ ۱۷/ ۱۸/ مئی جمعہ ہفتہ اتوار کو منعقد
ہو رہا ہے جس میں حضرت خلیفہ عبدالمالک صاحب
مولانا تونسوی صاحب مولانا لقمان صاحب علی پوری
مولانا چنیوٹی صاحب، مولانا عبدالشکور دین پوری
مولانا قاری عبدالکریم صاحب و دیگر علماء کرام تشریف
لا رہے ہیں۔ متمنی شرکت: محمد رمضان مدرسہ رحمانیہ چمن شاہ

ترتیب: قمر ہاشمی

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل

حضرۃ امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی کی ایک

خوب صورت تقریر!

الحمد للہ الذی احی الانام و دینہ بحمل سلامہ علیٰ خیر الانام و سید حبیب الہ العالمین محمد بشیر نذیر ہاشمی کلامہ عطوف رؤف من لسمی باحمد۔

ترجمہ: "تمام تعریفیں اس ذاتِ بے ہمتا کے لیے ہیں جو سبوح و قدوس اور شریکوں سے پاک ہے۔ جس نے کائنات کو زندہ کیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے دین کو اکناف عالم میں پھیلایا۔ سلامتی ہو اس بہترین خلائق اور حبیب کردگار پر جس کا نام نامی اسم گرامی محمدؐ ہے۔ —— وہ مومنوں کو خوش خبری دینے والے اور کفار و مشرکین کو عذاب و عقاب سے ڈرانے والے ہیں۔ وہ نسباً ہاشمی ہیں اور وصفاً شفیق و مہربان ہیں اور ان کا نام احمدؐ بھی ہے۔"

کسی نے خوب کہا ہے: ؎

سلھوا یا قوم بل صلوا علیٰ سیدالامین
مصطفیٰ ماجاء الا رحمۃ اللعالمین

ترجمہ: درود و سلام بھیج اے قوم سردار و امین، مصطفیٰ پر، جو تمام جہانوں کے لیے رحمت و رافت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و الفت کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ آپ کے ذکر جمیل کو زمان و مکان کی قید میں محدود و محصور کر دیا جائے، بلکہ آپ کی رفعتِ شان کا تو یہ عالم ہے کہ آپ کی ذات اقدس کا حسین تذکرہ پانچوں وقت اذانوں اور نمازوں میں ہوتا رہتا ہے۔ حبیب کبریا کی شانِ رفیع و وقیع کا تقاضا ہے کہ آپؐ کا ذکر زمان و مکان کی قیود و حدود سے بالا ہو کر ہمہ وقت اور ہر آن کیا جائے۔

موجودہ دور میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی فدائی و جانثار بہت کم ملتے ہیں۔ ہر طرف لفاظوں اور زبانی دعوے داروں کی کھیپ ہے۔ جو لوگ رسول کریم کی رسالت و ختم نبوت کے اقرار کے بعد ہر وقت احادیث و قرآن پڑھانے میں منہمک ہیں اور تعلیمات نبویہ کو عام کرنے میں لگے ہوتے ہیں وہی لوگ صحیح معنوں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے محب و فداکار ہیں۔ وہ لوگ من احب شیاً" اکثر ذکرہ کے مصداق و مبنیٰ ہیں، کیوں کہ جس کو جس چیز سے زیادہ محبت ہوتی ہے وہ اسی نسبت سے اس کا تذکرہ کرتا ہے۔ یہ غلط ہے کہ تمام مال و اوقات کھیل تماشوں میں صرف کریں۔ زندگی کے قیمتی لمحات تعلیم نبوی کے خلاف لگیں اور مخصوص دنوں میں آپ کے تذکرے کو نجات کے لیے کافی سمجھیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت اور کامل اتباع نصیب فرماویں۔ یہی ذکرِ رسول ہے۔

سیرت و صورت

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کی سیرت و صورت نرالی تھی۔ حضرت جابرؓ، حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس خلقاً و خلقاً۔

یعنی آپ کی ذات بابرکات خلق اور خلقت میں سب سے زیادہ تھی۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ میں کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو دیکھتا تھا اور کبھی چودھویں رات کے چاند کو۔ آپ یمنی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ کے رخ انور کو چاند سے زیادہ روشن پایا۔

حضرت حسانؓ فرماتے ہیں :

واجمل منك لم تر قط عینی
واحسن منك لم تلد النساء

یعنی آپ سے زیادہ حسین و جمیل میری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا اور نا ہی آپ سے زیادہ حسین کسی عورت نے جنا - !!

خلقت مبرأً من کل عیب
کانك قد خلقت کما تشاء

آپ ہر عیب سے مبرا ہیں - گویا کہ آپ ایسے پیدا کیے گئے جیسا کہ آپ چاہتے تھے -

انبیاء سابقین سے عہد و میثاق

قرآن مجید میں جہاں انبیاء سابقین کے عہد و میثاق کو بیان کیا گیا ہے اور فرمایا ہے کہ : وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحیه الیه انه لا اله الا انا فاعبدون -

کہ نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول تجھ سے قبل ، مگر اسے یہی حکم دیا کہ کسی کی بندگی نہیں سوائے میرے - پس میری ہی بندگی کرو -

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ علیہم السلام کے فرائض کو بیان کیا ہے - اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ارشاد فرمایا :

واذکر اسم ربك وتبتل الیه تبتیلا -

یعنی اس خدائے واحد و قہار کا ذکر کر اور سب کو چھوڑ کر اسی کی طرف یکسو ہو جا - آگے فرماتے ہیں وہ رب ہے مشرق و مغرب کا - اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور وہی ملجا و ماویٰ ہے - ہر مشکل میں اسی کی طرف رجوع کر - اور اگر مشرکین مکہ تمہارا کہا نہ مانیں تو ان کے کہے پر صبر کر اور انہیں ان کے حال پر عمدہ طریقے سے چھوڑ دے اس کا مطلب یہ ہے کہ غیروں کی طرف ذرہ بھر توجہ نہ کریں - آپ ہمہ تن اپنے کام میں مشغول رہیں - صبر و استقلال سے اپنا کام کرتے جائیں اور آپ کے مخالف اگر آپ کی راہ میں روڑے اٹکائیں یا آپ کو دشنام دہی سے پیش آئیں تو آپ ان سے درگذر کریں -

اور اگر سرمایہ دار نہ مانیں تو آپ انہیں چھوڑ دیں اور جھٹلانے والوں کو جو آرام و آسائش میں رہتے ہیں انہیں ایک مدت قلیل کے لیے ڈھیل دیں - ان کی خفیہ تجویزوں کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

انهم یکیدون کیدا ۞ واکید کیدا ۞ فمهل الکافرین امهلهم رویدا -

یعنی اگر وہ آپ سے متعلق تجویزیں کرتے ہیں انہیں کچھ دنوں کے لیے مہلت ہے - ان کی دوسری حرکت یہ ہے کہ یہ مسجد حرام سے لوگوں کو روکتے ہیں - حالانکہ مسجد حرام کے متولی پرہیز گار لوگ ہیں - ان ازلی بدبختوں کا یہ حال ہے کہ بیت اللہ کے پاس سیٹیاں بجانا ان کی نماز ہے اور اسی طرح سے تالیاں بجانا ان کی عادت ہے - ان کی ان مذموم حرکتوں کی وجہ سے ہی فرمایا ہے :

فذوقوا العذاب بما کنتم تکفرون ۞

یعنی چکھو عذاب جو بدلہ ہے تمہارے کفر کا -

دینِ اسلام کا پہلا اصول

انبیاء علیہم السلام کے عہد و میثاق میں فرمایا کہ تم رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے ؟ اس سے آگے فرمایا :

فمن تولیٰ بعد ذالك فاولئك هم الفاسقون ۞ افغیر دین الله یبتغون -

یعنی اگر اس کے بعد کوئی پھر جائے تو خود وہی لوگ ہیں نافرمان ، کیا وہ کوئی اور دین ڈھونڈ رہے ہیں ؟

دین اسلام کا پہلا اصول یا رکن :

لا الٰه الا الله محمد رسول الله

ہے - کہ اللہ واحد کی بندگی کی جائے اور اس کے رسولؐ کے فرامین و ارشادات کی بجا آوری کی جائے - ابنِ ہشام کی روایت کے مطابق ولادت کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر بسجدہ ہونا لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے سجدہ ریز ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا بندہ ہوں اور رسول ہوں -

آپ کی ایک صفت امی تھی ، یعنی جو عالم اسباب میں کسی سے نہ پڑھا ہو ، مگر جب آپ کے تعلیم یافتہ صحابہ کرامؓ کو لوگوں نے دریائے علم کی غواصی کرتے دیکھا تو لوگ ششدر رہ گئے - مختصر یہ کہ آپ کی ذات بابرکات "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کی مکمل طور پر مصداق تھی - خدا کے بعد تمام مخلوق میں آپ کی شان ہے اور آپ ہی کی عظمت کا پھریرا اکنافِ عالم میں لہرا رہا ہے -

التماس

آخر میں میں التماس کرتا ہوں کہ اگر ملک و عزت کو بچانا چاہتے ہو تو خدا تعالیٰ سے معافی مانگو اور استغفار کرو - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جلال خداوندی پر نظر تھی - اس لیے وہ روزانہ سو مرتبہ استغفار کرتے تھے - یہ بھی تعلیم امت کے لیے تھا ، ورنہ تاجدار مدینہ خود تو معصوم تھے - اللہ تعالیٰ کے جلال اور ہیبت کا یہ عالم ہے کہ فرشتے بھی ہمہ وقت ترتعد

باقی ص۱۰ پر

مشرق و مغرب کی سیاست

مُرسلہ: ڈاکٹر احمد حسین کمال

تیسری دُنیا کے ماہرین پر مغربی ملکوں کا چھاپہ

پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، ہندوستان اور فلپائن کے ترقی پسند عوام کے لیے یہ امر انتہائی تشویش کا باعث بنتا جا رہا ہے کہ ان کے ماہرین ملک چھوڑ کر ترقی یافتہ سرمایہ دار ممالک کا رخ کر رہے ہیں۔ گذشتہ دس پندرہ سال کے دوران بہت سے ایشیائی ممالک سے ترقی یافتہ سرمایہ دار ممالک میں جا بسنے والے انجینئروں، ڈاکٹروں اور تکنی شی ینوں کی تعداد میں تین سے چار گنا اضافہ ہوا ہے۔

ان ماہرین کا سب سے بڑا درآمد کنندہ امریکہ ہے۔ صرف ۱۹۷۱ء میں بہت سے ایشیائی ممالک سے جو ماہرین وہاں پہونچے ہیں ان کی تعداد ۹ ہزار سے زیادہ ہے، جبکہ بھرتی کے خصوصی مراکز کے توسط سے ماہرین کی اتنی ہی تعداد برطانیہ، مغربی جرمنی، کینڈا، آسٹریلیا اور دیگر ترقی یافتہ سرمایہ دار ممالک بھیجی جا چکی ہے۔ ایک عام اندازے کے مطابق ماہرین کی اس نقل مکانی کے نتیجے میں نو آزاد ملک اپنے تقریباً ۲۵ فی صد دانشوروں سے محروم ہو جاتے ہیں۔

مغربی ممالک تیسری دنیا کے ممالک کے تربیت یافتہ ماہرین کی خدمات ہی حاصل نہیں کرتے، بلکہ ان اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو بھی بھرتی کر لیتے ہیں جو اس مقصد کے لیے وہاں جاتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایران، ہندوستان اردن اور دیگر ایشیائی ممالک ۵۳ سے ۸۰ فی صد ان نوجوان طالب علموں سے محروم ہو جاتے ہیں جن کو یہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے یورپ اور امریکہ بھیجتے ہیں۔ جنوری ۱۹۷۲ء میں مغربی ممالک میں خصوصی تربیت حاصل کرنے والے ۱۸ ہزار ۵ سو ہندوستانی ماہرین میں سے صرف ۵۰ فی صد ماہرین واپس ہندوستان پہونچے۔

بعض ماہرین کا خیال یہ ہے کہ ایک ملک کے ماہرین کا کسی دوسرے ملک یا ملکوں میں جا کر کام کرنا ایک عام سی بات ہے اور اس اصول کے مطابق ہے کہ جو لوگ بیکار ہوں گے وہ روزگار کی تلاش میں کسی دوسری جگہ چلے جائیں گے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ سلسلۂ عمل ترقی یافتہ سرمایہ دار ممالک کے ساتھ ہی ساتھ ترقی پذیر ملکوں کے لیے بھی مفید ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ ماہرین کی نقل مکانی سے ترقی پذیر ممالک کو زبردست نقصان پہونچتا ہے۔ ایک ماہر کی تربیت پر اندازاً بیس ہزار ڈالر خرچ ہوتے ہیں۔ اقوام متحدہ کی تجارت و ترقی کانفرنس کی تحقیق کے نتائج سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ ماہرین کی نقل مکانی کے سبب صرف ۱۹۷۰ء میں ترقی پذیر ایشیائی ممالک کو تین ارب ڈالر کا اور فلپائن اور ہندوستان کو ۹۰ کروڑ ڈالر کا نقصان ہوا۔

تربیت یافتہ ماہرین اور خصوصاً سائنسدانوں اور تکنی شی ینوں کی نقل مکانی سے ترقی پذیر ممالک کی قومی معیشت اور قومی معیشت کی تعمیر و ترقی اور اس کو جدید سطور پر استوار کرنے کے کام کو زبردست نقصان پہونچتا ہے۔ سائنسی ترقی کی راہ مسدود ہوتی ہے اور تعلیم، صحت عامہ اور ثقافت کی ترقی کی راہ میں رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ دانشوروں کے قومی طبقے جیسی اہم سماجی قوت کی تشکیل میں شدید پیچیدگیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ ترقی پذیر ملکوں سے ماہزین کی مغربی ممالک کو ہجرت کے ان ریاستوں کے عوام پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں اور قومی بیداری کے جذبے کو تقویت بخشنے اور حب الوطنی کے نظریات کی تبلیغ کرنے کی راہ میں رکاوٹیں پیدا ہو رہی ہیں۔

اس کے برعکس اس سلسلہ عمل سے "غیر ملکی ماہرین کے درآمد کنندگان" کو زبردست منافع حاصل ہوتا ہے اور ترقی یافتہ ممالک کے لیے فہم و دانش کے وسائل کو وسعت حاصل ہوتی ہے۔ یہ طریق کار اپنے ماہرین کو تربیت دینے کے مقابلے میں کہیں زیادہ کم خرچ بھی ہے۔ اقوام متحدہ کی تجارت و ترقی کانفرنس کے اعداد و شمار کے مطابق

ایک غیر ملکی محقق یا ڈاکٹر کی برآمد سے مغربی ممالک دو لاکھ ۵۰ ہزار سے سات لاکھ ڈالر تک کی بچت ہوتی۔

ہندوستانی سائنسدان منصور ہدا نے اپنی ایک تحریر میں جو پچھلے دنوں اقوام متحدہ کی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم کے جریدے "معاشرے پر سائنس کے اثرات" میں شائع ہوئی، لکھا ہے کہ اس طرح ترقی پذیر ممالک مغرب میں فنی اور تحقیقاتی کاموں میں مدد دے رہے ہیں۔

ترقی پذیر ممالک کے قومی عملے کی ایک تعداد کی مغربی ممالک کو ہجرت کے بہت سے اسباب ہیں۔ اول تو یہ کہ سرمایہ دارانہ عالمی نظام کے بڑے ممالک اور ترقی پذیر ملکوں کے، جن کی حیثیت محتاجوں کی سی ہے، معیار ترقی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اس کے علاوہ سامراج نے سابقہ نوآبادیوں اور نیم نوآبادیوں میں اپنے طریقۂ استحصال کو مستحکم کرنے اور بدلتے رہنے کی جو روش اپنا رکھی ہے اس کو اب پہلے سے کہیں زیادہ شدت سے محسوس کیا جا رہا ہے۔ یہ بات بھی پیش نظر رکھنی چاہیے کہ سائنسی اور فنی انقلاب کے موجودہ حالات میں سامراجی ریاستیں اپنی مسلسل ترقی کرتی ہوئی معیشت کی ضروریات کے مطابق قومی عملے کو تعلیم و تربیت دینے میں ناکام رہی ہیں۔ چنانچہ ریاستی اجارہ دار سرمایہ دارانہ نظام اس پیچیدہ مسئلے کو اور ایسے ہی دیگر شدید نوعیت کے مسائل کو ترقی پذیر ممالک کے قومی عملے کا استحصال کر کے حل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

ایشیا اور تیسری دنیا کے دیگر ممالک کی موجودہ دشوار اقتصادی صورت حال جدید پیداوار کے نقائص اور سائنسی تحقیق پر عدم توجہ کے سبب سے بھی ماہرین کی ہجرت کا سلسلہ زور پکڑتا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ مغرب کے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں قومی عملے کی تربیت کا کام بھی تیسری دنیا کے ممالک کی داخلی ضروریات کے مطابق انجام نہیں دیا جاتا۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ ترقی پذیر ممالک کے مقابلے میں عالمی سرمایہ دارانہ نظام کے مراکز میں اُجرت کی شرح کہیں زیادہ ہے اور بھرتی کرنے والے ادارے اس حقیقت کو کامیابی کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

تیسری دنیا کے ماہرین کی درآمد جدید نوآبادیاتی نظام کی تازہ ترین مشکل ہے۔ یہ سلسلۂ عمل نوآزاد ریاستوں کی خود مختار ترقی کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔

تخفیف اسلحہ اور تیسری دنیا

تخفیفِ اسلحہ کے سوال نے آج ایک اہم بین الاقوامی مسئلہ کی شکل اختیار کر لی ہے دوسرے مسائل کی طرح اس مسئلہ پر بھی اس وقت دو رجحانات پائے جاتے ہیں ایک تو یہ کہ عالمی امن کے استحکام کے لیے قوموں کے درمیان بداعتمادی، شکوک اور عدم تحفظ کا احساس کے خاتمے اور سرد جنگ، کشیدگی اور تصادم سے باہمی مفاہمت تعاون، خیر سگالی، خوش ہمسائیگی اور پرامن بقائے باہمی کی طرف عبور کے لیے تخفیف اسلحہ اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ جب کہ دوسرا رجحان اس کے برعکس اسلحہ بندی اور نت نئے ہتھیاروں کی تیاری کو عالمی امن کا ضامن قرار دیتا ہے۔

یہاں پر ہم ان دونوں رجحانات کی باریکیوں اور تفصیلات میں جانے کی بجائے صرف تیسری دنیا کے مفادات کے نقطۂ نظر سے ان دونوں رجحانات کا جائزہ لیں گے۔

تیسری دنیا کے ممالک اپنی سماجی اور اقتصادی ترقی کی سطح کے اعتبار سے کم ترقی یافتہ ہیں اور اس مسئلہ پر قابو پانے کے لیے ان کے پاس گو کہ قدرتی وسائل اور خام مال کی کمی نہیں ہے، لیکن ان وسائل سے استفادہ کرنے کے لیے جن سائنسی، فنی معلومات اور مالی وسائل کی ضرورت ہے، ان سے یا تو یہ ممالک محروم ہیں یا یہ وسائل ان کے پاس کم ہیں۔ اس لیے یہ ممالک اپنی قومی آمدنی کا زیادہ سے زیادہ حصّہ اپنی اقتصادی یا سماجی ترقی کے لیے وقف کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، مگر ان کی یہ کوشش ابھی تک مؤثر طور پر بار آور ثابت نہیں ہو سکی ہے، کیونکہ ایک طرف تو ان کی معیشت پر بیرونی قرضوں کا دباؤ ہے اور قومی پیداوار کے بیشتر حصے پر غیر ملکی اجارہ داریاں قابض ہیں جو اس پیدوار سے حاصل ہونے والی آمدنی کو بیرون ملک منتقل کرتی ہیں۔ دوسری طرف سامراج کے نوآبادیاتی دَور کے چھوڑے ہوئے ورثے کے طور پر ان ملکوں میں بہت سے مقامی اور علاقائی تنازعات موجود ہیں جو مختلف پڑوسی ملکوں کے درمیان کشیدگی اور تصادم کا باعث بنے ہوئے ہیں اور یہ کشیدگی اور تصادم کی صورت حال کی وجہ سے ان ملکوں کو اپنی قومی آمدنی کا بیشتر حصہ بعض حالتوں میں جو ۷۵ فی صد تک پہونچتا ہے، فوجی تیاریوں پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔ جس کا لازمی اثر ان کی اقتصادی اور سماجی ترقی کی کوششوں پر پڑتا ہے۔ اس صورت حال کا مقابلہ

باقی ص۱۰ پر

ہوتا ہے شب و روز تماشہ میرے آگے

عین ۔ ح راولپنڈی

۱۷۔ قومی تحفظ کی خاطر نیپ پر پابندی لازمی تھی۔ (صاحبزادہ فیض الحسن کا بیان)

کچھ تو حقِ نمک ادا ہونا چاہیے۔ شاید کسی وقت ہزاروی گروپ کی طرح "وزارت" کے لیے آپ کا نمبر ہی آجائے۔ ویسے اس قسم کے بیان دیتے رہا کریں۔ تاکہ نہاں خانۂ ذہن میں آپ کا "وجود" احساس دلاتا رہے۔

۱۸۔ پارلیمنٹ کا بائیکاٹ کرنا تمام جمہوری و دستوری اصولوں کی نفی ہے۔

(غلام غوث ہزاروی)

ہزاروی صاحب! تو آپ کا ان "محبِ وطن" "عظیم مسلمان حکمرانوں" کے متعلق کیا خیال ہے جنہوں نے سب سے پہلے ڈھاکہ سیشن کا بائیکاٹ کرکے، اپنی پارٹی کے ممبروں کی ٹانگیں اور ہڈیاں توڑنے کا اعلان مقدس کرکے جمہوری و دستوری اصولوں کو پروان چڑھایا؟ اتنی بھی بھٹو کی اندھی عقیدت میں مبتلا نہ ہوئیے۔

۱۹۔ غلام غوث ہزاروی نے ہری پور چمن پارک میں ایک جلسۂ عام میں اعلان کیا کہ حکومت نے نیپ کو ختم کرنے میں تاخیر کی ہے۔ یہ کام بہت پہلے ہو جاتا تو بحالیٔ امن میں مدد ملتی، لیکن ۸۸ بم پھٹنے کے بعد ۸۹ ویں بم پر نیپ کو ختم کرنے کا فیصلہ دیر سے ہوا ہے۔ (ایک خبر)

ہزاروی صاحب!

آپ ایک نہیں ہزار اجلاس عام منعقد کرکے بار بار گلے پھاڑ پھاڑ کر بھی مذکورہ بالا اعلان کرتے رہیں، تو ہماری پیشگوئی کے مطابق تب بھی آپ کو یا آپ کے کسی چیلے چانٹے تک کو وزارت کی ہوا تک بھی نہیں لگے گی اور آپ وزارت کی آرزو کو سینے میں چھپاتے اس جہان فانی سے رخصت ہو جائیں گے۔

۲۰۔ گورنر کھر کی دوبارہ تقرری، پارٹی کے لیے نیک فال ہے۔ (ایک خبر)

مگر جمہوریت پسند، شریف لوگوں کے لیے نہیں۔

۲۱۔ جمعیت العلماء اسلام ضلع ہزارہ کی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ مولانا شمس الدین، ڈاکٹر نذیر احمد اور خواجہ محمد رفیق کے قاتلوں کو گرفتار کرکے انہیں سخت سزائیں دی جائیں۔

(ایک خبر)

جمعیۃ والے بھی "پرانی وضع" کے لوگ ہیں بھلا یہ بھی نہیں سوچتے کہ حکومت والے سید شمس الدین شہید ڈاکٹر نذیر احمد شہید اور خواجہ محمد رفیق شہید کے کن قاتلوں کو پکڑیں، جب حکومت خود ہی "غداروں" کو "کیفر کردار" تک پہونچانے کا تہیہ کیے بیٹھی ہے، تو تحقیقات کی "اسکرین" پر کس کو سامنے لائے۔ ؟

۲۲۔ پاکستان میں یک جماعتی نظام کی کوشش کی جا رہی ہے۔ (اصغر خان)

کوشش کی جا رہی ہے؟ اجی اب تو یک جماعتی نظام عملی طور پر نافذ ہی ہو چکا۔ سینٹ، قومی اسمبلی اور صوباتی اسمبلیوں میں موجود "ہر قسم کی" حزبِ اختلاف نے حزب اقتدار کا بائیکاٹ کر رکھا ہے، مگر سرکاری پارٹی والے اکیلے ہی اپنے دو ایک "قیوم خانیوں" کی مدد سے اراکین اسمبلی کو گرفتار کرنے کے بل منظور کر رہے ہیں۔

۲۳۔ بھائی کو بھائی سے لڑانے کی پالیسی سے ملکی سالمیت کو نقصان پہونچے گا۔

(تحریک استقلال بالاکوٹ کے صدر محمد نسیم بنگش کا بیان)

آپ ہمیں سیاست کے میدان میں "نئے کھلاڑی" معلوم ہوتے ہیں۔ ورنہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ انگریز کی یہ "روحانی اولاد" اگر "لڑاؤ اور حکومت کرو"

کی پالیسی پر عمل پیرا نہ ہو تو بھوکے ننگے اور پریشان حال عوام ان بگڑے ہوئے عیاش حکمرانوں کو راتوں رات دیس نکالا دے دیں ۔

* * *

۲۴ قرآن پاک اور آسمانی صحائف کی شان میں گستاخی کرنے والے احمد فراز کو دوبارہ نیشنل سینٹر کا ڈائریکٹر مقرر کر دیا گیا ۔ (ایک خبر)

”عوامی حکومت“ کی ”اسلامی صلاحات“ میں ایک اور ”سنہرے کارنامے“ کا اضافہ ۔ وزیر مذہبی اُمور مولانا کوثر نیازی مبارک باد قبول فرمائیں ۔

* * *

۲۵۔ پاکستانی رقاصوں کا ایک گروپ عوامی جمہوریہ چین سے تبت کے علاقائی رقص اور کٹھ پتلی تماشے کی تربیت حاصل کر کے عنقریب واپس آنے والا ہے ۔ اس وفد کو پاکستان نیشنل کونسل آف دی آرٹس نے گزشتہ سال ۲۷/ نومبر کو چھ ماہ کے لیے سنگھائی بھیجا تھا ۔ وفد کے لیڈر ملک کے مشہور رقاص اور پاکستان نیشنل کونسل آف آرٹس کے ڈائریکٹر ڈاکٹر فقیر حسین گابا ہیں ۔ (ایک خبر)

کشمیر حاصل کرنے اور اور قائداعظمؒ کے پاکستان کو متحد کرنے کے لیے مزید پاکستانی وفود کو تبت کے علاقائی رقص اور کٹھ پتلی تماشے کی تربیت حاصل کرنے کے لیے شنگھائی بھیجنے کی ضرورت ہو ۔ شرم نہیں آتی ۔ ایک طرف ہمارے ہمسائے ہمارے دشمن بنتے ہماری سرحدوں پر فوجیں جمع کر رہے ہیں ۔ اور پاکستانی قوم کو ”ہیجڑوں کا گروہ“ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

۲۶۔ پنجاب میں عوام کا جان و مال محفوظ نہیں ۔ (وزیراعلیٰ حنیف رامے کا اعتراف)

شکر الحمدللہ ، کسی بات کا تو اعتراف کیا ، لیکن آپ کی اطلاع کے لیے بلوچستان ، سرحد اور سندھ میں عوام پنجاب کی نسبت بہت زیادہ مصائب سے دوچار ہیں ۔

* * *

۲۷۔ ایک کتے کو ہلاک کرنے کے الزام میں کل سیداں پولیس نے دو اشخاص کے خلاف دو دفعات کے تحت مقدمہ درج کر لیا ۔ (ایک خبر)

لیکن ملک کو دو ٹکڑے کرنے والے کے خلاف کوئی مقدمہ درج کرنا تو درکنار ، اُسے ایبٹ آباد میں ”مبینہ طور پر“ شراب اور عیاشی کا باقی ”مال“ مہیا کیا جا رہا ہے ۔ شہید شمس الدین ڈاکٹر نذیر احمد ، خواجہ محمد رفیق ، نواب محمد احمد قصوری ، عبدالصمد اچکزئی محمد حنیف ، جاوید نذیر ، لسانی فسادات کے دوران شہید ہونے والے سندھ کے ہزاروں مزدور ، خاتم النبیینؐ کی حرمت پر قربان ہونے والے بیسیوں مسلمان اور جمہوریت و انسانیت کے قاتلوں کے خلاف تو کوئی مقدمہ نہیں بنایا جاتا ، لیکن شرم کا مقام ہے کہ ایک کتے کو ہلاک کرنے کے الزام میں دو اشخاص ”نام نہاد قانون“ کی زد میں آ گئے ۔

بقیہ حضرت درخواستی

کی تسبیح و تقدیس اور استغفار کرتے رہتے ہیں ۔ اب دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب لبیب کے نقش قدم پر چلائے

آمین ۔

بقیہ تیسری دنیا

کرنے اور اپنے علاقوں سے کشیدگی اور تصادم کے اسباب کو دور کرنے کے لیے تیسری دنیا کے ممالک مختلف سطحوں پر کوشش کر رہے ہیں جس کا اظہار بحر ہند کے ملکوں کی جانب سے بحر ہند کو خطۂ امن قرار دینے کے مطالبے اور پاکستان کی اس تجویز سے بھی ہوتا ہے کہ برصغیر جنوبی ایشیا میں اسلحہ اور فوج میں کمی کی جائے ۔ اس کے علاوہ تیسری دنیا کے ترقی پذیر ممالک مختلف بین الاقوامی اداروں اور اقوام متحدہ میں بھی علاقائی اور عالمی سطح پر تخفیف اسلحہ کی کوششوں میں بڑھ چڑھ حصہ لے رہے ہیں جس کے بعض خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے ہیں جن میں ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری اور پھیلاؤ پر پابندی ۔ جراثیمی اور کیمیائی ہتھیاروں کی تیاری پر پابندی اور تباہی کے معاہدے خاص طور سے قابل ذکر ہیں ۔ یہاں پر یہ امر قابل ذکر ہے کہ جراثیمی اور کیمیائی ہتھیاروں کے خاتمے کے سلسلے میں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی قرارداد کو اقوام متحدہ کے سو سے زیادہ ممبروں کی حمایت حاصل ہے اور اب تک پاکستان سمیت چالیس سے زیادہ ملکوں نے اس قرارداد کی توثیق کی ہے ۔

ان حقائق سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تیسری دنیا کے ممالک عالمی پیمانے پر تخفیفِ اسلحہ کو عالمی امن اور تیسری دنیا کے کم ترقی یافتہ ملکوں کے مفادات کے مطابق سمجھتے ہوئے تخفیف اسلحہ کی جدوجہد میں بڑھ چڑھ کر شریک ہو رہے ہیں جو اس عظیم مقصد کی کامیابی کے لیے زبردست ۱۰ اہمیت کا حامل ہے ۔

خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں
ورنہ تعمیل نہ ہو گی.

نمائندہ خصوصی

قادیانیوں نے دستوری فیصلے کو ابھی تک تسلیم نہیں کیا

قائد جمعیۃ کی ایک اہم — پریس کانفرنس

○ قادیانی گروہ کی اشتعال انگیزیاں
○ بہاولپور میں قادیانی عبادت گاہ کا قضیہ
○ اسیران ختم نبوت پر مقدمات

ملتان۔ ۱۶/اپریل نمائندہ خصوصی) قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے قائم مقام قائد مولانا مفتی محمود نے کہا کہ تحریک ختم نبوت کے دوران جن مسلمانوں کو مقدمات میں الجھایا گیا ان کے مقدمات واپس لیے جائیں اور قادیانی جارحیت کا مؤثر انسداد کیا جائے وہ آج یہاں شب روز ہوٹل میں دفتر تحفظ ختم نبوت کی طرف سے دی گئی ایک پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔

مفتی صاحب نے کہا: کہ ۷/ستمبر ۷۴ء کے آئینی فیصلہ میں مرزائیوں کے دونوں فرقوں کو "غیر مسلم اقلیت" قرار دیا تھا، لیکن قادیانیوں نے نہ صرف یہ کہ ۷ ستمبر سے قبل کی پوزیشن اختیار کر رکھی ہے، بلکہ ان کے جارحانہ رویّہ میں مزید شدت، تعلّی اور انانیّت پیدا ہو گئی ہے۔ قادیانی ٹولے نے آئین کی بار بار تضحیک کی ہے اور وہ اشتعال انگیز کارروائیوں میں پھر مصروف ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وزیر اعظم نے یقین دلایا تھا کہ تمام مقدمات جو تحریک کے سلسلے میں درج کیے گئے تھے وہ واپس لے لیے جائیں گے مگر پنجاب حکومت نے آج تک اس پر عمل نہیں کیا۔ گذشتہ دنوں گوجرانوالہ میں وزیر اعظم کی فہمائش پر مسٹر رامے نے جلسہ عام میں مقدمات واپس لینے کا اعلان کیا تھا مگر یہ اعلان بھی لفظی جمع خرچ سے آگے نہیں بڑھا۔ انہوں نے کہا کہ کیا اس کے بعد حکومت کے کسی اعلان پر عوام کو اعتماد ہو سکتا ہے؟

قادیانیوں کی اشتعال انگیزی کا تذکرہ کرتے ہوئے مفتی صاحب، نے مزید کہا:

دو سال قبل بہاولپور میں چند قادیانی اشخاص نے نام نہاد "مسجد" بنانے کی کوشش کی تھی، مگر بہاولپور کے غیور مسلمانوں نے مسلمانوں کے علاقے پر "مسجد ضرار" نہیں بننے دی۔ مگر قادیانیوں نے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کے لیے پھر وہی کھڑاگ کھڑا کر دیا ہے۔ اس وجہ سے بہاولپور کے مسلمانوں میں بے حد اشتعال ہے۔

مفتی صاحب نے بتایا:

آج ملتان میں چار افراد اور کل اوکاڑہ میں ۱۰۵/افراد کے خلاف مقدمات کی پیشی تھی جن میں مجسٹریٹوں نے اگلی پیشیاں دے دی ہیں اور ملزمان کو بتایا گیا کہ انہیں مقدمات ختم کرنے کا کوئی حکم نہیں ملا۔

انہوں نے یہ بھی الزام لگایا کہ قادیانیوں کے دونوں گروپوں نے ابھی تک دستوری فیصلے کو تسلیم نہیں کیا اور شناختی کارڈوں اور پاسپورٹ فارموں پر خود کو غیر مسلم نہیں لکھتے اور ملازمتوں اور تعلیمی اداروں میں غیر مسلم اقلیتوں کی نشستوں پر داخلہ لینے کے بجائے مسلمانوں کی نشستوں پر قبضہ کر کے ان کی حق تلفی کر رہے ہیں۔

ایک سوال کے جواب میں مفتی صاحب نے فرمایا:

اسمبلی کے اجلاس کے دوران آرڈیننس سے قیمتوں میں اضافہ کرنا اور اسمبلی کو اعتماد میں نہ لینا اسمبلی کی حق تلفی ہے اور اسمبلی کی اہمیت کو ختم کرنے کے مترادف ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں نے جو قیمتیں مقرر کی ہیں وہ سابقہ قیمتوں سے زیادہ ہیں

تحریک استقلال سے متعلق ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ ائیر مارشل اصغر خان سے بات چیت جاری ہے۔ امید ہے بہت جلد تصفیہ ہو جائے گا۔ تحریک محاذ سے مل کر تعاون کرے گی۔ آئندہ جلسوں جلوسوں اور مظاہروں میں محاذ کا ساتھ دے گی۔

مفتی صاحب نے بتایا کہ:

شاہ فیصل شہید پاکستان کے مخلص دوست تھے اس لیے بائیکاٹ کے باوجود تعزیتی اجلاس میں اپوزیشن شریک ہوئی۔ اس لیے یہ مسئلہ قومی بھی، تھا اور ملّت اسلامیہ کا مشترکہ مسئلہ بھی۔

انہوں نے کہا کہ بلاشک مہنگائی کا مسئلہ بھی قومی ہے۔ مسئلہ کی اہمیّت کے پیش نظر اپوزیشن کو چاہیے تھا کہ وہ شریک بحث ہوتی، مگر ہمیں معلوم ہے کہ ہماری کوئی تحریک منظور نہیں ہوگی اور نہ کوئی بات مانی جائیگی اس صورت میں یہ اقدام توضیعِ اوقات

باقی صـ۱۳ پر

محمد یوسف
ولی اللّٰہی

انسانیت کا سب سے بڑا روگ

انسانیت کے اجتماعی اخلاق کا اقتصادیات سے بہت ہی گہرا تعلق ہے۔ اگر اقتصادی حالت اچھی اور ضروریاتِ زندگی بآسانی میسّر ہوں تو اجتماعی اخلاق بھی بلند ہوں گے، اعلیٰ زندگی کے تمام خصائص بدرجہ اتم موجود ہوں گے لیکن اگر اقتصادی حالت ناگفتہ بہ ہو اور ضروریاتِ زندگی پوری نہ ہوتی ہوں تو پھر انسانیت کی اعلیٰ تر استعداد کی تربیت ناممکن ہے ایک انسان اسی وقت اپنی اعلیٰ تر صلاحیتوں کو اجاگر کر سکتا ہے۔ جب اس کے پاس ضروریات زندگی کے حصول کے دھندوں سے کچھ فاضل وقت بچے۔ اگر ایسی صورت نہیں ہے تو لامحالہ اعلیٰ تر اخلاق کے پیدا ہونے کی توقع نہیں رکھی جا سکتی۔

اسی لیے حجۃ اللہ فی الارض حضرت امام شاہ ولی اللہ رح نے متعدد مواقع پر اس بات کی وضاحت فرمائی کہ: "انما الاخلاق بالاحوال لا بالعلوم" انسانی اخلاق معلومات سے پیدا نہیں ہوتے بلکہ ان حالات سے پیدا ہوتے ہیں۔ "جن میں انسان گھر کر زندگی بسر کرتا ہے"۔ [1]

بروائت حضرت سندھی رح شاہ ولی اللہ رح کے نزدیک "انسان کی اخلاقی زندگی کا دارو مدار بہت حد تک اس کی اقتصادی زندگی کے حسنِ انتظام پر ہوتا ہے۔" [2]

انسان کی اجتماعی زندگی کے لیے اقتصادی توازن ایک ضروری امر ہے اور انسانی جماعت کو ایسے اقتصادی نظام کی ضرورت ہے جو اس کی ضروریات زندگی کا کفیل ہو۔ جب لوگوں کو اپنی اقتصادی ضرورتوں سے اطمینان نصیب ہوتا ہے تو پھر کہیں وہ اپنے خالی وقت میں جو ان کے پاس کسب معاش سے بچ رہتا ہے زندگی کے ان شعبوں کی ترقی اور تہذیب کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں جو انسانیت کا اصلی جوہر ہیں۔ لیکن اگر ان کی اقتصادی ضروریات ہی فراہم نہ ہوں اور ان کی وجہ سے انسانی زندگی ٹھٹھر کر رہ جائے تو انسانیت کے اعلیٰ مقامات کا کسے ہوش رہے گا۔ اقتصادی نظام کے درست اور متوازن ہونے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس زندگی میں انسانی اجتماع کے اخلاق تکمیل پذیر ہو سکتے ہیں۔" [1]

"انسان اگر اپنی معاشی ضرورتوں میں لگا رہے تو اس کا دماغ فراغت سے کوئی اعلیٰ فکر نہیں سوچ سکتا۔ اس سے ہمتیں خود بخود پست ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ جب تک خاندان کی زندگی کا بوجھ ہلکا نہ کر دیا جائے اولو العزم طبائع اپنے سامنے ترقی کا راستہ بند پاتی ہیں وہ خاندان کو چھوڑ نہیں سکتے اور خاندان کے بار سے انہیں ایک لمحہ کے لیے فرصت نہیں ملتی۔" [2]

انسانیت کے اجتماعی اخلاق اس وقت بالکل برباد ہو جاتے ہیں جب کسی جبر سے ان کو اقتصادی تنگی پر مجبور کر دیا جائے۔" [3]

انسان شائستگی کے دوسرے درجہ تک اسی صورت میں ترقی کر سکتا ہے جب وہ بھوک پیاس اور تسکین جذبۂ جنسی وغیرہ طبعی ضرورتوں سے فارغ البال ہو جائے۔" [1]

اقتصادی حالت کی وجہ سے انسان اچھے اخلاق سے عاری ہو جاتے ہیں۔ "واعرضوا عن الاخلاق صالحہ"۔ [2]

درج بالا حوالہ جات سے بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے کہ حضرت امام شاہ ولی اللہ کے نزدیک اقتصادی بدحالی اور اقتصادی عدم مساوات، اخلاقی پستی اور اخلاقی بربادی کا سبب ہے۔

حضرت شاہ اسحٰق رح فرماتے ہیں کہ:

"تباہ حال معیشت اور بری اقتصادی حالت جسم اور روح دونوں کو تباہ و برباد کر دیتی ہے اس لیے اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کسی حال اور کسی وقت بھی"۔ [3]

اگر تھوڑا سا غور کیا جائے تو بآسانی معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک انسان نانِ شبینہ کا محتاج ہو افلاس اس کا اوڑھنا بچھونا ہو۔ بدن ڈھانپنے کے لیے نہ لباس ہو اور نہ سر چھپانے کے لیے کوئی معقول مسکن ہو۔ اس کی نوجوان بیٹی تن کی عریانی کی وجہ سے تار تار کو ترسے چہرے پر چمک تو درکنار بلکہ غم روزگار نے اس کے چہرے پر پریشانی و درماندگی کے گہرے نقوش کندہ کر دیئے ہوں۔ حالات زمانہ نے اس کی کمر دوہری کر دی ہو۔ گال اندر کو پچکے ہوئے ہوں۔ کسب معاش کے لیے گرمیوں کی کڑاکے کی دھوپ میں چلتا رہے اور سردیوں میں ٹھٹھرتا رہے۔ غرض

---

[1] بدورِ بازغہ ص ۴

[2] شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ ص ۲۳۰ مصنفہ حضرت سندھی رح

[1] شاہ ولی اللہ اور انکی سیاسی تحریک ص ۱۲۱ مصنفہ حضرت سندھی۔ [2] شاہ ولی اللہ اور انکی سیاسی تحریک ص ۸۳۔ [3] شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ ص ۲۳۔

[1] بدورِ بازغہ ص ۵ بحوالہ قرآنی عنوان انقلاب ص ۵۲ مصنفہ حضرت سندھی رح [2] حجۃ البالغہ جلد اوّل صفحہ ۱۰۶

[3] مضمون بے تاج بادشاہ از سلیم بلگرامی سب رنگ ڈائجسٹ۔

اس کی زندگی سوز ہی سوز ہو تو وہ کیسے اعلیٰ معیار اور اخلاق پر پورا اتر سکتا ہے؟ وہ کیسے اخلاق سنوارنے کی طرف توجہ دے سکتا ہے۔ اس لیے کہ

چناں قحط سالی شُد اندر دمشق
کہ یاراں فراموش کردند عشق

غمِ روزگار سے فرصت ہو تو اخلاق کی طرف توجہ دے۔ کسبِ معاش سے فرصت ہو تو وہ اپنے گلکدۂ اخلاق کو آب و تاب بخشے۔ اس کی کٹیا میں تو ہر وقت بھوک کا عفریت رقص کناں رہتا ہے۔ اسے تو:

؎ فرصت ہی نہیں دیتے افکارِ معیشت کے

اقتصادی پس ماندگی کی وجہ سے انسانی اخلاق پر بدترین سے بدترین اثرات مرتب ہوتے ہیں مذہب سے بیزاری کی اہم وجہ بھی مفلسی اور تنگ دستی ہے

کہ تنگدستی اور غربت انسان کو گھسیٹ گھسیٹ کر کفر کے دروازے تک لے جاتی ہے۔ اگر ہم تاریخِ عالم پر ایک نظر ڈالیں تو ہمیں انسانیت کی مذہب سے بے زاری کی ایک اہم وجہ یہ نظر آتی ہے کہ جب سرمایہ دار گروہ نے انسانیت کو بنیادی حقوق سے محروم کر دیا۔ مزدور و کسان کو اس بری طرح لوٹ کھسوٹ لیا کہ ان کی زندگی حیوان سے بھی بدتر ہو گئی۔ ان کی ہڈیوں پر اپنی رفعتوں کو استوار کیا۔ نشۂ امارت سے چور ہوکر غریب کے لہو کو شرابِ ارغوانی سمجھ کر پی گئے۔ ع

خواجہ از خونِ رگِ مزدور سازد لعلِ ناب

خود دسترخوان پر بیٹھ کر مرغن غذائیں اڑائیں اور گلچھرے اڑائے اور غریب کو ریزہ چینی کے وقت بھی دھتکارتا رہا۔ غرض بندۂ مزدور کے اوقات میں تلخی بڑھتی ہی گئی اور صرف اسی پر اکتفا نہ ہوا بلکہ سرمایہ دار گروہ کے ساتھ مذہبی گروہ نے بھی گویا "سازش" کر کے عوام کو اپنے حال پر مطمئن رکھنے کے لیے "مذہب" سے تلقین بہم پہنچائی اور لوٹ کھسوٹ میں سے بطور اجرت حصہ لیا۔ نام نہاد مذہبی ادارے غریب کشی میں سرمایہ دار کے ممد و معاون بن گئے۔

اہلِ مذہب نے اقتدار و ثروت کا ساتھ دیا۔ محنت و سرمایہ کے ٹکراؤ کے وقت "اہلِ مذہب" سرمایہ داروں کے پلڑے میں تل گئے اور سرمایہ داری کی طرفداری کر کے غریب کی دنیا اور تنگ کر دی تو چکی کے ان دو پاٹوں میں پسنے والی مخلوق کا سرمایہ دارانہ نظام کے ساتھ ساتھ مذہب سے بھی بے زار ہونا ایک قدرتی عمل تھا۔ گویا مذہب سے بے زاری اہلِ مذاہب کا خود غرضانہ طرزِ عمل تھا۔ یہ ایک قدرتی بات تھی کہ انسانیت اس خدا اور مذہب سے دوری اختیار کر لے بلکہ مخالفت شروع کر دے جس کا نام لے کر ظالم ظلم کرتا تھا "مذہبی پیشوا" جس خدا کی تسبیح کے بعد فریب دیتا تھا۔ (جو در اصل سرمایہ داروں اور اقتدار پسندوں کا ایجنٹ تھا) مذہب یقیناً ایک پاکیزہ تصور ہے لیکن جب سوسائٹی ظلم اور ناانصافی کو مذہب اور خدا کے نام پر قائم رکھنے کی جرم کی مرتکب ہوتی ہے۔ تو مذہب کی راہ میں دشواریوں کا حائل ہونا اور مذہب سے بے زاری بلکہ مذہب کی ہر درجہ میں مخالفت اس کا منطقی نتیجہ ہوتا ہے۔ بقول چودھری افضل حق رح[1] "تنگ دستی تنگ دلی پیدا کرتی ہے ایک ہوشمند غریب کا دل خدا سے باغی ہو جاتا ہے۔ جو ضروریاتِ زندگی سے محروم ہو اس سے نیکی کی توقع فضول ہے اگرچہ بکری عدمِ تشدد کے لحاظ سے مہاتما گاندھی ہے مگر تنگ آ کر وہ بھی سینگ تان لیتی ہے۔"[1]

نتیجہ یہ نکلا کہ غربت و افلاس مذہب بیزاری کا اہم سبب ہے۔ ۲ اعلیٰ اخلاق پیدا نہیں ہو سکتے، اعلیٰ صلاحیتیں اجاگر نہیں ہو سکتیں جب تک تنگ دستی دامن گیر ہے۔ کیونکہ "خالی پیٹ غریب کے تصورات کی دنیا قابلِ ذکر حد تک تاریک ہوتی ہے۔"[2]

اقبالؒ افلاس و تنگدستی کے بدترین اثرات مرتب ہوتے دیکھ کر کہتا ہے۔

؎ کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ
دنیا ہے تیری منتظرِ روزِ مکافات

اور چودھری افضل الحق کہتے ہیں: "انسانیت کا سب سے بڑا روگ افلاس ہے اور افلاس کے خلاف جنگ انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہے۔"

---

[1] دینِ اسلام صفحہ ۱۷۸ [2] افضل حقؒ آب رفتہ صفحہ ۲۳

بقیہ پریس کانفرنس

ہوتا۔ یہ بات یقینی ہے کہ اس مسئلہ پر بھی ہماری کسی تحریک کا حشر وہی ہوتا جو اکثر اپوزیشن کی طرف سے پیش کی جانے والی تحریکات کا ہوتا رہا ہے۔ دراصل ملک میں ایک شخص کو تمام اختیارات کا مالک بنا دیا گیا ہے۔

مفتی صاحب نے بتایا کہ میں نے یومِ احتجاج منانے کا اعلان کیا تھا اور ملک بھر میں احتجاج منایا گیا۔ میں نے ہڑتال کا ذکر تک نہیں کیا اور نہ کسی اخبار میں ہڑتال کرنے کی اپیل شائع ہوئی۔ وزیر اعظم کو بے جواز نکتہ چینی کرنے اور چوٹ کرنے کی عادت ہے۔ انہوں نے اپنی عادت پوری کی ہے مگر ایسی حرکات سے ان کے وقار کو شدید نقصان پہونچتا ہے۔ کسی ملک کے وزیر اعظم کو غلط بیانی اور چھچھوری باتیں زیب نہیں دیتیں

مفتی صاحب نے بتایا کہ محاذ میں کوئی اختلاف نہیں۔ تمام فیصلے اتفاق رائے سے کیے گئے ہیں۔ اختلاف کی باتیں حکومت کی طرف سے پھیلائی جاتی ہیں۔

عمدہ اور لذیذ
کھانے

حلیم ہوٹل

کسیرہ بازار
گوجرانوالہ

زاہد الراشدی

مسئلہ صدارت کا نہیں ملکی سالمیت کا ہے

آزاد کشمیر میں بالآخر وہ سب کچھ ہو گیا جس کی مدت سے توقع کی جا رہی تھی۔ سردار عبدالقیوم کی برطرفی آزاد کشمیر کی سیاست سے دلچسپی رکھنے والے کسی شخص کے لیے غیر متوقع نہیں تھی سردار صاحب نے اگرچہ موجودہ حکومت کے ساتھ مفاہمت و معاونت کی پالیسی اختیار کر رکھی تھی جو کشمیر کی مخصوص صورت حال کے پیش نظر ان کے لیے ناگزیر بھی تھی، لیکن اس کے باوجود سردار صاحب کے ساتھ P.P.P کا نباہ مشکل دکھائی دے رہا تھا، کیونکہ پیپلز پارٹی کے چیئرمین کا "رنا ولاغیری" کا عملی منشور اور سردار صاحب کا دینی مزاج اور حریت پسندی ایک ساتھ نہیں چل سکتے تھے اور سیاسی حلقے اس خبر کے منتظر تھے کہ بلوچستان کے سردار عطاء اللہ مینگل کی طرح آزاد کشمیر کے سردار عبدالقیوم خاں کی جمہوری حکومت بھی کب نازنینان اقتدار کی اٹھکیلیوں کی نذر ہوتی ہے چنانچہ وہی کچھ ہوا جس کا انتظار تھا۔ البتہ آپ کے طریقہ واردات پہلے سے مختلف تھا سردار صاحب کا کہنا ہے کہ انہوں نے بھٹو صاحب سے بارہا کہا کہ میں آپ سے لڑنا نہیں چاہتا۔ اگر آپ چاہیں تو صدارت سے الگ ہو کر گھر بیٹھ جانے کو تیار ہوں، لیکن ایک شرط پر کہ آزاد کشمیر کی سیاسی حیثیت اور مسئلہ کشمیر کی کیفیت میں تبدیل نہیں ہونی چاہیے، مگر بھٹو صاحب نے اس "شریفانہ" پیش کش کو قبول کرنے کی بجائے سیاسی کشتی کے نئے حربے کو سردار صاحب پر آزمانا ضروری سمجھا۔

صدارت سے علیحدگی کے بعد سردار عبدالقیوم صاحب ملک کے مختلف شہروں کا دورہ کر کے آزاد کشمیر کی تازہ ترین سیاسی صورت حال اور اپنی برطرفی کے اسباب و نتائج پر عمومی و خصوصی مجالس میں روشنی ڈال رہے ہیں۔ اسی مہم کے سلسلے میں آپ گوجرانوالہ بھی تشریف لائے اور فیصلز ہوٹل میں کارکنوں اور شہریوں سے خطاب کرنے کے بعد ایک خصوصی مجلس میں اخباری نمائندوں اور سیاسی کارکنوں کے سوالات کا جواب بھی دیا۔

انہوں نے بتایا کہ آزاد کشمیر کے آئین کے تحت صدر کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک کا حق آیندہ منتخب ہونے والی اسمبلی کو حاصل ہے اور موجودہ اسمبلی اس کی مجاز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سپیکر منظر مسعود کی طرف سے عدم اعتماد کی تحریک کے سلسلہ میں اسمبلی کا اجلاس بلانے پر جب مسلم کانفرنس نے ہائی کورٹ سے رجوع کیا تو ہائی کورٹ نے اس موقف کو تسلیم کرتے ہوئے اسمبلی کے اس اجلاس کے سلسلہ میں حکم امتناعی جاری کر دیا، لیکن اس کے باوجود اجلاس منعقد کیا گیا اور حیرت کی بات ہے کہ اسی ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے غیر قانونی اجلاس کے نتائج کو تسلیم کرتے ہوئے سپیکر منظر مسعود سے صدر کے عہدہ کا حلف بھی لے لیا جو صریحاً توہین عدالت ہے اور اس سلسلہ میں قانونی کارروائی کی جا رہی ہے۔

سردار صاحب نے کہا کہ عدم اعتماد کی تحریک پیش کرنے سے ۲۴ گھنٹے قبل ان کی سرکاری رہائش گاہ کو سیکورٹی فورس نے گھیرے میں لے لیا اور آزاد کشمیر پر ایک طرح سے "سول مارشل لاء" نافذ کر دیا گیا۔ ہر طرف سنگینیں ہی سنگینیں نظر آتی تھیں۔ اس کے باوجود اسمبلی کے اجلاس میں مسلم کانفرنس کے ارکان کو جانے نہیں دیا گیا اور اس طرح سردار عبدالقیوم خان کو صدارت سے ہٹانے کا "جمہوری و آئینی عمل" پایۂ تکمیل تک پہونچا۔

سردار صاحب نے کہا کہ آزاد کشمیر میں جہاں اس سے قبل کبھی دفعہ ۱۴۴ نافذ نہیں کی گئی۔ امن عامہ کے سلسلے میں پولیس یا فوج کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ کسی سیاسی کارکن کے خلاف مقدمہ نہیں بنا۔ پوری ریاست میں ایک بھی سیاسی قیدی نہیں تھا۔ تمام سیاسی و جمہوری آزادیاں بحال تھیں۔ آج وہاں پولیس اور سیکورٹی فورس کی حکومت ہے پوری ریاست میں دفعہ ۱۴۴ نافذ ہے اور صدر منظر مسعود کے بچے تک سنگینوں کے سائے کے بغیر صدارتی رہائش گاہ سے باہر نہیں نکل سکتے۔ ہر طرف خوف و ہراس

باقی ص ۱۷ پر

رپورٹنگ : محمد یعقوب شیخ

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ ملک کی بقا کی جنگ میں آگے بڑھے !

تم نے ہماری آزادی کی خوشیوں کو غم سے بدل دیا

قاید جمعیۃ مولانا
مفتی محمود

ملتان کے جلسہ عام میں حضرت قائد جمعیۃ کا ولولہ انگیز خطاب !

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا کہ جناب صدر محترم ، برادر ملت ، بزرگو عزیز بھائیو ! آج کا یہ اجلاس ایک دینی ادارے کی طرف سے بلایا گیا ہے ۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ دین اور سیاست دو الگ چیزیں ہیں ۔ اگرچہ دلائل کے لحاظ سے قرآن و سنت کی روشنی میں کوئی بھی ذی ہوش انسان یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ سیاست دین سے الگ چیز ہے ، بلکہ اسے یہ کہنا پڑتا ہے کہ دین سیاست میں بھی شامل ہے ۔ دین اور ایمان سیاست میں بھی ہمارے رہنما ہیں ۔ اس لیے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ دین سیاست پر حاوی ہے ۔ پھر بھی فرنگی ظالم نے یہاں ایک ذہن پیدا کیا اور دلوں میں یہ بات چبھی ہوئی ہے کہ سیاست کا دین سے کوئی تعلق نہیں ۔ اس لیے جب بھی دینی اور مذہبی اسٹیج سے سیاست کی بات ہوتی ہے تو لوگ معترض رہتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ موضوع سے باہر ہے ۔ لیکن میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ الیکشن کی سیاست اور ہے انتخاب کی سیاست اور ہے ۔ آپ اس وقت ہماری جنگ ان سے سیاست کی جنگ نہیں ۔ آج الیکشن کی مہم ہم نہیں چلا رہے ۔ آج درحقیقت پاکستان کی سلامتی کی جنگ مذہبی جنگ ہے ، سیاسی جنگ نہیں ہے ۔

مذہب ہم کو مجبور کرتا ہے اور دین کی تعلیم ہم کو مجبور کرتی ہے کہ ہم اپنے گھر کی حفاظت کریں ۔

میرے محترم دوستو ! آج ہم جو کچھ دیکھتے ہیں کہ ہمارا گھر ، ہمارا یہ پاکستان اور ہمارا یہ عظیم ملک جس کے لیے بڑی قربانیاں پیش کی گئی تھیں ، آج یہ بحران کا شکار ہے ۔ آج یہ تباہی کے کنارے پر کھڑا ہے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہر مسلمان کا فرض ہے ملک کی بقاء کی جنگ میں آگے بڑھے اور اس ملک کو بچائے ۔ یوں تو ہمیں کہا جاتا ہے ہمارے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو فرماتے ہیں کہ آج کوئی طاقت پاکستان کو توڑ نہیں سکتی اور پاکستان بہت مضبوط ہے ، لیکن ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی اس لیے کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ پاکستان دو ٹکڑوں میں بٹ چکا ہے ، پاکستان کی لاش میرے سامنے ہے ، پاکستان قتل ہو چکا ہے ۔ آج مشرقی پاکستان کہاں ہے ؟ مشرقی پاکستان کے ساتھ کروڑوں ہمارے بنگالی بھائی جو ہم سے بہتر پاکستانی تھے ، آج وہ پاکستانی نہیں ہیں ، تیرہ کروڑ کی آبادی کا ملک عظیم پاکستان آج کہاں ہے ؟ پاکستان کی لاش کو سامنے دیکھتے ہوئے آج ہم کس طرح یقین کر سکتے ہیں کہ کوئی طاقت پاکستان کو توڑ نہیں سکتی ۔ کیا پاکستان کو توڑنے والی طاقت بنگلہ دیش بنانے والی طاقت ختم کر دی گئی ہے ؟ ۔

کیا پاکستان کے قتل کے جُرم میں کسی ایک شخص کو پھانسی پر لٹکایا گیا ہے ؟ کسی ایک شخص کو بھی قاتل پاکستان کی حیثیت سے گولی ماری گئی ہے ؟ اگر پاکستان کے قاتل کو سزا نہیں ہوئی اور پاکستان کو توڑنے والی طاقت کا سر نہیں کچلا دیا گیا ہو تو ہم کس طرح یہ تسلیم کر لیں کہ اب کوئی طاقت پاکستان کو نہیں توڑ سکتی ۔ ؟

میرے محترم دوستو میں مسٹر بھٹو کی بات مان لوں گا ، میں تسلیم کر لوں گا کہ کوئی طاقت پاکستان کو توڑ نہیں سکتی ۔ ذرا قدیم کے ساتھ کہیں ، کہ میرے سوا ، یعنی فخر ایشیا کے سوا ۔ یہ نعرے ہمارے کانوں میں گونج رہے ہیں کہ نعرے لگائے گئے تھے کہ اُدھر تم اِدھر ہم ، دو اسمبلیاں ہونگی ۔ ایک ڈھاکہ میں ایک اسلام آباد میں ۔ اور یہ کہا گیا تھا کہ دو وزیر اعظم ہوں گے اور ایسا ہوا ۔ ہم نے دو وزیر اعظم بھی دیکھے ۔ ہم نے دو نیشنل اسمبلیاں بھی دیکھیں ۔ ایک اسلام آباد میں بیٹھی ہوتی ہے اور ایک ڈھاکہ میں ۔ تو جب ثبوت موجود ہے تو ہم کس طرح مان لیں کہ کوئی طاقت پاکستان کو نہیں توڑ سکتی ؟ لوگوں کو باور کرانے کے لیے کہ ہم پاکستان کو توڑنے والی ہر طاقت کو کچلنے کے لیے تیار ہیں اب انہوں نے نیشنل عوامی پارٹی پر پابندی لگائی

اور مقدمہ سپریم کورٹ کے سپرد کر دیا ہم خوش ہیں۔ ہمارا مطالبہ تھا اور اٹھائیس برس سے پاکستان میں ہمیشہ حکومت کی مخالفت کرنے والے ہر شخص پر غداری کے الزام لگتے رہے اور ہم نے ہمیشہ مطالبہ کیا کہ غداری کے الزامات عدالت میں ثابت کرو اور ملکی عدالت میں مقدمہ چلانے کے بعد اگر کوئی شخص غدار ثابت ہوا تو اسے سزا دو۔

اب جب کہ نیشنل عوامی پارٹی کا مقدمہ سب سے بڑی عدالت میں پیش کر دیا گیا ہے اور مجھے امید ہے کہ پاکستان کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ بہتر اور صحیح فیصلہ کریگی لیکن مجھے ایک بات کہنے کی اجازت دو کہ نیشنل عوامی پارٹی تو پاکستان کو توڑنا چاہتی ہے۔ تمہارے وہم ہیں، تمہارے گمان ہیں، ابھی جرم کا ارتکاب نہیں ہوا۔ جو لوگ پاکستان کو توڑ چکے ہیں ان کے خلاف سپریم کورٹ میں مقدمہ کیوں نہیں چلاتے؟ جو پاکستان کو توڑ چکے ان کے خلاف مقدمہ کیوں نہیں چلتا؟ یحییٰ خان کے خلاف مقدمہ چلاؤ۔ ہم نے مطالبہ کیا مگر مقدمہ نہیں چلایا گیا اور نہ ہی چلایا جائے گا، وہ پارٹی جو پاکستان کو عملاً توڑ چکی ہے اس کے خلاف کورٹ میں مقدمہ نہیں چلایا جاتا اور جو توڑنے والے ہیں ابھی توڑا نہیں ان پر مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان پر بھی مقدمہ چلاؤ جنہوں نے پاکستان کو توڑا ہے۔

آج ہم کہاں کھڑے ہیں؟ سیاسی اعتبار سے دیکھیے تو پاکستان انتہائی کمزور ہو گیا ہے، اگر معاشی طور پر دیکھیے تو پاکستان ایک بحران میں مبتلا ہے۔ اخلاقی لحاظ سے دیکھیے تو پاکستان میں اخلاق کا دیوالیہ نکل چکا ہے۔ معاشی بدحالی آپ بتائیں۔ کہ جناب بھٹو صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے قوم سے روٹی، کپڑا اور مکان کا جو وعدہ کیا تھا پورا کر دکھایا۔ آپ بتائیں کہ آپ کو روٹی کتنی ملی؟ کپڑا کتنا ملا؟ اور مکان کتنے یا حجرے کتنے لوگوں کو ملے؟ آج تو صورت حال یہ ہے کہ پہلے جو لوگ رُوکھی روٹی کھا لیتے تھے آج وہ اس کے لیے ترستے ہیں۔ اشیائے ضرورت کس قدر مہنگی ہو چکی ہیں۔ حال یہ ہے ان بچوں کو گرفتار کر لیا گیا جنہوں نے اعلان میں کہا کہ آج مفتی محمود صاحب جلسہ میں مہنگائی پر بات کریں گے۔ مہنگائی کے اعلان سے ہمارے بچے گرفتار ہوئے۔ گویا بھوکے مر جاؤ، مگر زبان مت کھولو۔

یہ جمہوریت ہے۔ یہ ہے آزادی جو ہمیں حاصل ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب کوئی قوم کسی سامراجی طاقت کی غلام ہوتی ہے اور وہ غلام قوم آزادی کی جنگ لڑتی ہے، قربانیاں دیتی ہے اور وہ قوم آزاد ہو جاتی ہے تو آزاد ہو جانے کے بعد اس آزاد قوم کی جو پہلی حکومت بنتی ہے اور اس کا جو پہلا اجلاس ہوتا ہے اس میں دو فیصلے کیے جاتے ہیں۔ ایک فیصلہ یہ ہوتا ہے کہ آزادی کی جنگ میں کتنے لوگ شہید ہوئے؟ کتنوں نے قربانیاں دیں؟۔ شہدائے جنگ آزادی کی یادگاریں اور آزادی کی جنگ میں کام آنے والے قوم کے بہادر سپوتوں کے کردار کا اعتراف کیا جاتا ہے اور واضح اعلان کیا ہے۔

دوسرا فیصلہ قوم کے غداروں سے متعلق ہے کہ آزادی کی جنگ میں قوم سے کس نے غداری کی؟ کس نے قوم کی غلامی کی زنجیروں کو مضبوط تر کرنے کے لیے سامراج کی خدمت کی تھی؟ انہوں نے سر کے خطابات حاصل کیے۔ نواب اور خان بہادر کے خطابات حاصل کیے تھے۔

وہ لوگ جو قوم کے غدار ہوئے تھے، سامراج کے ساتھی ہوئے تھے ان کو سزائیں دی جاتی اور ان کے خلاف مقدمات بنائے جاتے۔ تاریخ آپ اٹھا کر دیکھئے جب بھی کوئی قوم آزاد ہوتی ہے وہ اسی قسم کے فیصلے کرتی ہے۔؟

ہم بھی غلام تھے۔ ہم نے بھی غلامی سے نجات حاصل کرنے کے لیے جنگ لڑی تھی۔ جیلوں میں سڑے مرے .... اور یہاں بھی سر اور خان بہادر انگریزوں کے بوٹ پالش کرنے والے موجود تھے جو قوم کے غدار تھے، لیکن ہماری آزادی کے بعد تاریخ عالم کے برعکس جن لوگوں نے ملک کی آزادی کے لیے جنگ لڑی اور انگریز سامراج کو بھگایا قربانیاں پیش کیں وہی اس آزاد ملک میں غدّار کہلاتے ہیں۔ آج معتوب ہیں۔ آج بھی ان کو گالیاں دی جاتی ہیں، آج بھی ان کو بُرا بھلا کہا جاتا ہے اور وہ لوگ جو نوابوں کی اولاد تھے جو خان بہادر کہلاتے تھے، جو انگریزوں کے کنالی چٹ تھے وہ دندنا رہے ہیں اور پاکستان میں اقتدار کی کرسیوں پر براجمان ہیں۔ کیا تاریخ کا فیصلہ غلط ہے یا ہمارا فیصلہ غلط ہے؟ میں کہتا ہوں کہ تاریخ کا فیصلہ درست ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا فیصلہ غلط ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آزادی کی مسرتیں دیکھی نہیں۔ آزادی کی نعمت سے آپ مستفیض ہوئے ہی نہیں کیا آپ نے آزادی دیکھی۔؟

آج بہت سے لوگ برملا کہتے ہیں کہ اس سے تو انگریز کی حکومت اچھی تھی۔ تم نے ہماری آزادی کی خوشیوں کو غم سے بدل دیا۔ تم نے آزادی کی نعمتوں سے ہمیں یکسر محروم رکھا۔

میرے محترم دوستو! میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے آزادی کی جنگ لڑی ہے۔ ہم نے انگریز کی غلامی سے انکار کیا تھا، اور میں واضح اعلان کرتا ہوں کہ اگر میں گورے

انگریز کی غلامی سے انکار کرتا ہوں تو کالے انگریزوں کی غلامی سے بھی انکار کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا۔

مَیں اپنے بھائی کا بھی غلام بننے کو تیار نہیں۔ بھائی کا بھائی بن سکتا ہوں مگر غلام نہیں بن سکتا۔ کیا ہماری ماؤں نے تمہاری غلامی کے لیے جنا تھا؟ ہم بھٹو کی غلامی کا انکار کرتے ہیں۔

مَیں کہتا ہوں کہ بھٹو نے ملک کی معیشت کو تباہ کر دیا ہے، ایک گھٹن محسوس ہوتی ہے۔ قوم ایک عذاب میں مبتلا ہے اشیائے ضرورت کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔ اس جگہ اسّی اسّی سال کے بوڑھے بھی ہوں گے، اپنی ساری عمر میں آپ نے ایسی مہنگائی دیکھی؟ گھی چینی اور آٹے کے نرخ بڑھانے کا فیصلہ اس وقت کیا جب لاہور ڈویژن کے جلسے ختم ہو گئے اس کے بعد وہ جلسہ نہیں کر سکے۔

اب بھٹو صاحب قائدِ عوام نہیں رہے اور نہ عوام میں ہماری طرح آ سکتے ہیں۔ اب تو وہ چالیس ہزار سیکورٹی فورس کی نگرانی ہی میں جلسے کرتے ہیں۔ ہم یہاں کھڑے ہیں، ہمارے پاس کوئی پولیس کا سپاہی نہیں۔ تم لوگوں کو ٹرکوں اور بسوں میں بھیڑ بکریوں کی طرح لاد کر لاتے ہیں، مجھے لوگوں پر بھی حیرت ہے کہ وہ اس طرح کیوں آتے ہیں۔

نمبرداروں کے ذریعے، پولیس کے ذریعے، پٹواریوں کے ذریعے ٹرکوں میں لاد دیا جاتا ہے۔ لوگوں کے ایمان کمزور ہو چکے۔ یہ ڈرتے ہیں، کیا رازق بھٹو ہے؟ رزق تو خدا دیتا ہے۔ لوگوں نے ووٹ دیتے وقت بھی دھوکا کھایا، تم نے روٹی کپڑا اور مکان کے لیے ووٹ دیا۔ اب تم لوگ اس کا مزا چکھ رہے ہو۔

بقیہ: مسئلہ صدارت کا نہیں

ہے۔ قانون اور آئین کی حکمرانی کی باتیں کرنے والے انگشت بدنداں ہیں اور کچھ بعید نہیں کہ لوگ حالات کی سنگینی کی وجہ سے ہجرت پر مجبور ہو جائیں۔ یہ ہجرت اگر پاکستان کی طرف ہوئی تو کوئی بات نہیں دوسرے کشمیری مہاجرین کے ساتھ ان کی بھی گذر بسر ہو جائے گی، لیکن اگر خدانخواستہ ظلم و جبر اور ناانصافی کا ردِّ عمل انہیں حدِّ متارکہ جنگ سے اس پار دھکیل کر لے گیا تو مشرقی پاکستان کی طرح آزاد کشمیر پر بھارت کی فوج کشی کا یہ جواز مہیا کرنے کی ذمہ داری آخر کس پہ ہو گی؟

سردار صاحب نے متحدہ جمہوری محاذ کی دعوت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ محاذ کے قائدین نے مجھے ۲۶/ اپریل کے اجلاس میں شمولیت کی دعوت دی ہے۔ میں نے یہ دعوت قبول کر لی ہے اور مَیں اجلاس میں شریک ہو کر محاذ کے رہنماؤں کو آزاد کشمیر کی تازہ ترین صورت حال سے آگاہ کروں گا محاذ کے اجلاس میں میری شمولیت پر بعض حضرات کی طرف سے یہ کہا جا رہا ہے کہ مجھے محاذ کے ساتھ نہیں جانا چاہیے۔ محاذ تو بہت بدنام ہو چکا ہے اس لیے مجھے ان کے ساتھ ملنے کی بجائے اپنے طور پر کام کرنا چاہیے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ بات سرکاری ذرائع سے جان بوجھ کر پھیلائی جا رہی ہے اور مَیں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر متحدہ جمہوری محاذ بقول تمہارے واقعی بدنام ہے تو مجھے یہ کہنے کی تمہیں کیا ضرورت ہے؟ مجھے بھی پھر بدنام ہو جانے دیں۔ پھر کہا جاتا ہے کہ محاذ میں تو ولی خان ہے جو غدار ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ مجھے بھی تو حکومت سے الگ کر کے غدار کہا جا رہا ہے۔ کیا ولی خان بھی ایسا ہی غدار ہے؟

سردار صاحب نے کہا ہمیں کسی سے حب الوطنی کا سرٹیفکیٹ لینے کی ضرورت نہیں اور نہ ہم ایسے کسی سرٹیفکیٹ کو تسلیم کرتے ہیں۔

سردار عبدالقیوم خان نے کہا کہ مسئلہ درحقیقت صدارت کا نہیں، یہ بات ہوتی تو مَیں اس سے قبل کئی بار صدارت سے الگ ہونے کی پیش کش کر چکا ہوں، لیکن اس پیش کش کو ٹھکرا کر اس طریقے سے صدارت سے مجھے برطرف کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دراصل مقصد کچھ اور ہے۔ اس لیے مَیں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ مسئلہ صدارت کا نہیں ملکی سالمیت کا ہے اور اسی لیے مسلم کانفرنس نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم پاکستان کی سالمیت کے تحفظ کے لیے پاکستان کی سیاست میں عملی طور پر حصہ لیں گے۔ اس سلسلہ میں طریق کار بھی جلد طے کر لیا جائے گا۔

سردار صاحب نے کہا کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ شملہ معاہدے کے بعض خفیہ مقاصد کو پورا کرنے کے لیے خط متارکہ جنگ کے دونوں طرف اقدامات ہو رہے ہیں۔ اور کشمیر کے دونوں حصوں میں ہونے والے سیاسی اقدامات ان ہی مقاصد کی تکمیل کی ابتدائی کڑیاں ہیں، لیکن میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ کشمیر اور پاکستان اس معاہدہ میں فریق نہیں اور اگر شملہ معاہدہ کے تحت کشمیر کی حیثیت میں کوئی تبدیلی کی گئی تو اُسے ریاست اور پاکستان کے عوام کسی صورت میں قبول نہیں کریں گے۔

سردار عبدالقیوم خان کے ان افکار و خیالات کی روشنی میں آزاد کشمیر کی سیاسی صورت حال اور مسئلہ کشمیر کے مستقبل کے بارے انداز لگا مشکل نہیں ہے۔ سردار صاحب کافی عرصہ تک حکمرانوں سے مفاہمت کا رویہ اختیار کیے رکھنے کے بعد اب پاکستان کی سالمیت کے تحفظ کا مقدس جذبہ لے کر میدان میں اتر آئے ہیں

حاصل مطالعہ

ترتیب
مولانا محمد یوسف رحمانی

اقوال ابوالکلام آزاد

۱- ہر عہد کا مصنف اپنے عہد کی ذہنی آب و ہوا کی پیداوار ہوتا ہے۔ اور اس قاعدہ سے صرف وہی دماغ مستثنیٰ ہوتے ہیں جنہیں مجتہدانہ ذوق و نظر کی قدرتی بخشائش نے صف عام سے الگ کر دیا ہو۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کی ابتدائی صدیوں سے لیکر قرون آخر تک جس قدر مفسرین پیدا ہوئے ہیں ان کا طریق تفسیر ایک رو بہ تنزل معیار فکر کی مسلسل زنجیر ہے۔ جس کی ہر پچھلی کڑی پہلی سے پست تر اور ہر سابق لاحق سے بلند تر واقع ہوئی ہے۔

۲- یہ صورت حال فی الحقیقت مسلمانوں کے عام دماغی کا قدرتی نتیجہ تھی۔ انہوں نے جب دیکھا کہ قرآن کی بلندیوں کا ساتھ نہیں دے سکتے تو کوشش کی کہ قرآن کو اس کی بلندیوں سے اس قدر نیچے اتار لیں کہ ان کی پستیوں کا ساتھ دے سکے۔

۳- فطرت سے جب بعد ہو جاتا ہے اور وضعیت کا استغراق طاری ہو جاتا ہے تو طبیعتیں اس پر راضی نہیں ہوتیں کہ کسی بات کو اس کی قدرتی سادگی میں دیکھیں۔ وہ سادگی کے ساتھ حسن و عظمت کا تصور کر ہی نہیں سکتیں۔ وہ جب کسی بات کو بلند اور عظیم دکھانا چاہتی ہیں تو کوشش کرتی ہیں کہ زیادہ سے زیادہ وضعیت اور صناعیت کے پیچ و خم پیدا کر دیں یہی معاملہ قرآن کے ساتھ پیش آیا۔

۴- بہرحال یاد رہے وضعیت کے سانچے جتنے ٹوٹتے جائیں گے قرآن کی حقیقت ابھرتی آئے گی۔

۵- قرآن کی بلاغت کا مسئلہ ہمارے وجدان کے لیے اس قدر سہل، مگر ہمارے دماغ کے لیے اس قدر دشوار کیوں ہو رہا ہے صرف اس لیے کہ وضعیت کا خود ساختہ ترازو ہمارے ہاتھ میں ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس سے قرآن کی بلاغت بھی وزن کریں۔

۶- جب کسی کتاب کی نسبت یہ سوال پیدا ہو کہ اس کا مطلب کیا ہے تو قدرتی طور پر ان لوگوں کے فہم کو ترجیح دی جائے گی جنہوں نے خود صاحبِ کتاب سے مطلب سمجھا ہو۔

۷- انبیاء کرام کا طریق استدلال یہ نہیں ہوتا کہ منطقی طریقہ پر نظری مقدمات ترتیب دیں پھر ان کی بحثوں میں مخاطب کو الجھائیں وہ براہ راست تلقین و اذعان کا فطری طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ جسے ہر دماغ وجدانی طور پر پا لیتا ہے اور ہر دل قدرتی طور پر قبول کر لیتا ہے۔

۸- اس تخم کے یہ بھی برگ و بار ہیں کہ سمجھ لیا گیا قرآن کو وقت کی تحقیقات علمیہ کا ساتھ دینا چاہیے۔ چنانچہ کوشش کی گئی کہ نظام بطلیموس اس پر چپکا دیا جائے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح آجکل کے دانش فروشوں کا طریق تفسیر یہ ہے کہ موجودہ علم کے مسائل کو قرآن پر چپکا دیا جائے۔

۹- ہر کتاب اور تعلیم کے کچھ مرکزی مقاصد ہوتے ہیں اور اس کی تمام فضیلت انہیں کے گرد گردش کرتی ہے۔ جب تک یہ مراکز سمجھ میں نہ آئیں دائرہ کی کوئی بات سمجھ میں نہیں آسکتی۔ قرآن کا بھی یہی حال ہے۔ اس کے بھی چند مرکزی مقاصد ہیں اور جب تک وہ صحیح طور پر نہ سمجھ لیے جائیں اس کی کوئی بات صحیح طور پر سمجھی نہیں جا سکتی

۱۰- ہر عہد کا فکری اثر تمام علوم و فنون کی تفسیر میں بھی کام کرتا رہا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ تاریخ اسلام کا یہ پر فخر واقعہ ہمیشہ یادگار رہے گا اور علماء حق نے وقت کے سیاسی اثرات کے سامنے کبھی ہتھیار نہیں ڈالے اور کبھی یہ بات گوارا نہیں کی کہ اسلام کے عقائد و مسائل ان سے اثر پذیر ہوں۔ لیکن وقت کی تاثیر صرف سیاست کے دروازے سے نہیں آتی اس کے نفسیاتی موثرات بے شمار دروازے ہیں۔ جب کھل جاتے ہیں تو کسی کے بند کئے بند نہیں ہو سکتے ان کے استیلاء سے عقائد و اعمال محفوظ رکھے جا سکتے ہیں۔ اور علماء حق نے محفوظ رکھے لیکن دماغ محفوظ نہیں رکھے جا سکتے اور محفوظ نہیں رہے۔

۱۱- اشکال و موانع کا بڑا دروازہ تفسیر بالرائے سے کھل گیا۔ جس کے اندیشے سے صحابہ و سلف کی روحیں لرزتی رہتی تھیں۔

۱۲- قرآن کے صحت فہم کے لیے عربی لغت وادب کا صحیح ذوق شرطِ اوّل ہے لیکن مختلف اسباب سے جن کی تشریح محتاج تفصیل ہے یہ ذوق کمزور پڑتا گیا۔

۱۳- قرآن حکیم کے تدبر و مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حق و باطل، ایمان و کفر، نور و ظلمت، تعلق علوی و رشتہ سفلی اور اعمال صالح اور کاروبار مفسدہ اختلاف کے اعتبار سے دو بالکل متضاد و باہمدگر مخالف گروہ دنیا میں ہمیشہ سے ہوتے چلے آئے ہیں۔ قرآن حکیم نے مختلف ناموں سے ان دونوں جماعتوں کا ذکر کیا ہے اور جا بجا ان کے آثار و علائم اور خواہش و اعمال کی تشریح کی ہے۔

طلباء کی سرگرمیاں

محمد فاروق قریشی

مولانا مفتی محمود صاحب پر قاتلانہ حملہ حکومت کی بوکھلاہٹ کا مظہر ہے

عارف محمد میاں

اگر ملزموں کو کیفرِ کردار تک نہ پہونچایا گیا تو نتائج کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی

جاوید ابراھیم پراچہ

جمعیۃ طلباءِ اسلام کے صدر جناب محمد اسلوب صاحب قریشی۔ نائب صدر میاں محمد عارف صاحب و جاوید ابراہیم پراچہ، ناظمِ عمومی سید مطلوب علی صاحب زیدی و ناظم عبدالمتین صاحب چودھری و دیگر مرکزی و صوبائی رہنماؤں نے قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ پر سجاول (سندھ) میں قاتلانہ حملے کی سخت مذمت کرتے ہوئے کہا کہ اگر حزب اقتدار نے سیاست میں تشدد کے اس وحشیانہ رجحان کو ترک نہ کیا تو اسے یاد رکھنا چاہیے کہ حزب اختلاف اور اس کی ہم نوا عوام کی اکثریت بھی زیادہ دیر خاموش نہیں رہ سکے گی۔

اور اگر خدانخواستہ یہ سلسلہ چل نکلا تو پھر یہ بچا کھچا پاکستان جسے روز بروز ہلاکت کی طرف دھکیلا جارہا ہے، ایسے انتشار کا شکار ہوگا کہ اس کی بقاء و سالمیت بھی غیر یقینی ہوجائے گی۔ لہذا حزب اقتدار کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں۔ اور اس قسم کے گھٹیا ہتھکنڈوں سے باز آجانا چاہیے۔

انہوں نے کہا کہ حملہ آوروں کی نشاندہی کے باوجود ان کا گرفتار نہ ہونا اس بات کو تقویت پہونچاتا ہے کہ حزب اقتدار نے خود یہ بزدلانہ حرکت کروائی ہے جو **حکومت کی بوکھلاہٹ کی مظہر ہے**۔

انہوں نے مطالبہ کیا کہ ملزموں کو کیفر کردار تک پہونچایا جائے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو پھر نتائج کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

ضروری اعلان

عزم نمبر ۵ کے لیے اپنی مطلوبہ تعداد سے جلد مطلع فرمائیں۔ جن شاخوں نے ابھی تک اپنی کارکردگی کی رپورٹ "عزم" میں اشاعت کے لیے نہیں بھیجی وہ بھی جلد از جلد بھیجیں تاکہ اشاعت کی تکمیل میں تاخیر نہ ہو

ایک روپیہ فی پرچہ کے حساب سے قیمت پیشگی آنا ضروری ہے۔

خوش خبری

جمعیۃ طلباء اسلام کی تمام شاخوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ درج ذیل لٹریچر چھپ کر تیار ہوچکا ہے۔ پیشگی رقم بھیج کر ضرورت کے مطابق منگوالیں۔ پیشگی رقم نہ ملنے کی صورت میں آرڈر کی تعمیل نہیں ہوگی۔

۱-	جمعیۃ طلباء اسلام کیوں بنی	۲۰/-	روپے	سینکڑہ
۲-	علماء کی قیادت	۱۵/-	״	״
۳-	تعارف	۱۰/-	״	״
۴-	ہم کیسے کام کریں؟	۱۰/-	״	״
۵-	اسلام کن سے سیکھیں؟	۶/-	״	״
۶-	نظام تعلیم کی اہمیت	۶/-	״	״
۷	دعوت عمل	۲۰/-	״	״
۸-	فارم معاونت	۵/-	روپے	فی کاپی
۹-	رسید بک	۳/-	״	״ ״
۱۰-	لیٹر پیڈ	۱/۵۰	״	״ ״
۱۱-	کارڈ بیج (للہ الامر)	۲/-	״	سینکڑہ
۱۲-	ٹین بیج	۲۰/-	״ ״	״
۱۳-	ڈور بیج	۵/-	״ ״	״
۱۴-	چارٹ بے نماز کیلیے حکم	۳۵/-	روپیہ	״
۱۵-	ہماری دعوت	۲۰/-	״	״
۱۶-	بنیادی پروگرام	۲/-	״	״

ضروری اعلان

ترجمان اسلام کی توسیع اشاعت و وصولیٔ واجبات اور جمعیۃ طلباء اسلام کے لیے مرکزی سطح پر فراہمی فنڈ کی غرض سے حکیم امیر علی صاحب عرف استغفراللہ کو سفیر مقرر کیا گیا ہے۔ تمام احباب ان سے بھرپور تعاون فرمائیں:

(سید مطلوب علی زیدی)

انتخابات

ضلع خیرپور

صدر : جناب امیر حمزہ آزاد
نائب صدر: ״ عبدالقیوم
ناظم عمومی: ״ سید کلیم اللہ شاہ راشدی
ناظم: ״ عطاء اللہ پٹھان
ناظم نشریات: ״ نور احمد میمن
خازن: ״ شمس الدین

گھوٹکی (ضلع سکھر سندھ)

جمعیۃ طلبا ر اسلام مدرسہ قاسم العلوم گھوٹکی کا انتخاب ایک اجلاس میں ہوا جو کہ درج ذیل ہے :

صدر : جناب حافظ الٰہی بخش لغاری
نائب صدر: ،، ہدایت اللہ لغاری
ناظم عمومی: ،، عبداللہ مدھر
ناظم : ،، حافظ فضل احمد پردیسی
ناظم نشریات : ،، عبدالشکور چنہ
خازن : ،، غلام قادر چنہ

مُحبّت پُور (تحصیل میلسی ضلع ملتان)

صدر : جناب عبدالغفور
نائب صدر: ،، حافظ محمد رفیق عباسی
ناظم عمومی : ،، دین محمد عاصی
ناظم : ،، اللہ دتہ اور
حافظ دوست محمد
ناظم نشریات : ،، حافظ محمد امین شاکر
خازن : ،، محمد صادق

کوٹلی جنید (تحصیل میلسی ضلع ملتان)

صدر : جناب محمد رمضان
نائب صدر : ،، حافظ سراج احمد
ناظم عمومی : ،، محمد امین
ناظم : ،، غلام یٰسین
ناظم نشریات : ،، محمد مبین

ہارُون آباد (ضلع بہاولنگر)

ہارون آباد میں مندرجہ ذیل احباب نے جمعیۃ طلبا ر اسلام میں شمولیت اختیار کی ہے :

۱ جناب ملک خلیل احمد اعوان
۲ ،، محمد اسلم.
۳. ،، محمد یار
۴ ،، ثناءُ اللہ سجاد
۵۔ جناب انوار سکھیرا
۶۔ ،، محمد جمیل طاہر
۷۔ ،، فرحت جاوید

گوجرانوالہ میں

مندرجہ ذیل تین یونٹس قائم ہوئے :

۱۔ قلعہ دیدار سنگھ

صدر : جناب محمد ادریس
نائب صدر: ،، زاہد منہاس رومی
ناظم عمومی : ،، اظہر سعید
ناظم : ،، عبداللطیف بٹ
ناظم نشریات : ،، محمد انور چغتائی۔

۲۔ گورنمنٹ اسلامیہ کالج گوجرانوالہ

صدر : جناب محمد عرفان
نائب صدر: ،، محمد نصیر
ناظم عمومی : ،، سہیل اشرف ناز
ناظم : ،، محمد شفیق
ناظم نشریات ،، محمد اقبال

حلقہ گھنٹہ گھر

صدر : جناب محمد زاہد
نائب صدر: ،، محمد عزیز
ناظم عمومی : ،، محمد عظیم
ناظم : ،، محمد زبیر
ناظم نشریات : ،، عبدالوحید شیخ

گوجرانوالہ میں بھی جمعیۃ خدام الاسلام قائم ہو گئی

گذشتہ دنوں حیدر آباد سے سید مظفر علی صاحب گوجرانوالہ تشریف لائے تو انہوں نے یہاں بھی جمعیۃ خدام الاسلام کا یونٹ قائم کیا۔ سید مظفر علی صاحب کی زیر سرپرستی مندرجہ ذیل عہدیداران منتخب ہوئے :

صدر : جناب قاری عبدالقدوس عابد
نائب صدر : ،، محمد صغیر صاحب
جنرل سیکرٹری : جناب محمد اسلم شاکر
سیکرٹری : ،، محفوظ علی صاحب
خزانچی : ،، نواب الدین

فیض آباد (تحصیل کبیر والہ)

صدر : جناب محمد عین الدین
نائب صدر : ،، مہر علی
ناظم عمومی : ،، سیف اللہ عباسی
ناظم : ،، محمد ابراہیم
خازن : ،، محمد رمضان
ناظم نشریات : ،، محمد عمر

خان گڑھ

صدر : جناب محمد صفدر
نائب صدر : ،، جلیل الرحمٰن شہباز
ناظم عمومی : ،، حق نواز
ناظم : ،، عبدالغفور حقانی
ناظم نشر و اشاعت جناب غلام عباس
خازن : جناب لیاقت علی

لاڑکانہ

صدر : جناب عبدالرشید میمن
نائب صدر : ،، حافظ قربان علی
ناظم عمومی : ،، رحیم بخش ساجد
ناظم : ،، حافظ عبدالقادر عباسی
خازن : ،، غلام سرور لغاری بلوچ
ناظم نشریات : ،، حافظ عطاء اللہ

دارالعلوم الاسلامیہ چارسدہ

صدر : جناب فضل سبحان
نائب صدر : ،، عبدالحکیم
ناظم عمومی ،، فخر الاسلام
ناظم : ،، عبدالقیوم
خازن : ، قاضی گل۔

تاثرات ، پیغامات ، احساسات

گورنر صوبہ سرحد کے نام کھلا خط!!

فریاد ہے ، فریاد ہے ، فریاد ہے ، فریاد!!

مکرمی جناب ایڈیٹر ترجمان اسلام: السلام علیکم: آپ کی وساطت سے میں یہ حقیقت جناب گورنر سرحد کے گوش گزار کرانا چاہتا ہوں کہ میری یتیم بھتیجی (جس کے والد مرحوم گورنمنٹ ہائی سکول میں السنّہ شرقیہ کے ٹیچر تھے) نے ۱۹۶۷ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے مع بی۔ ایڈ فرسٹ ڈویژن میں کیا۔ علامہ علاؤالدین صدیقی نے اعلیٰ علمی کارکردگی کی خصوصی سند دی۔ سیکرٹری تعلیم مغربی پاکستان نے اس کی فوراً مستقل تقرری فرمائی۔

۲ مئی ۱۹۷۱ء کو اس نے پبلک سروس کمیشن لاہور کے سامنے پیش ہو کر برائے لیکچرار انٹرویو دیا۔ ۱۲/۷۱ ۲۹ چٹھی نمبر ۵/۴۸-۷-۱۵۴۴۹WL کو اسے برائے لیکچرار منتخب کر لیا گیا۔ اس کے بعد ۳-۱۲-۷۲ تک یہ پنجاب سے تنخواہ لیتی رہی اور اب ۴-۱۲-۷۲ سے سرحد سے تنخواہ لے رہی ہے۔

پنجاب اور سرحد کی حکومتوں کی رضامندی سے اور جناب عبدالحفیظ پیرزادہ کے آرڈر پر اس کا ڈیرہ اسماعیل خاں کے گرلز کالج میں اس شرط پر تقرر کیا گیا کہ بی۔ ایڈ کی پوسٹ پر کام کرتی رہے۔ پوسٹ منظور ہونے پر مستقل کر دیا جائے گا اور لیکچرار کی پوسٹ پر ترقی دی جائے گی۔ یہ سب کچھ جناب غلام محی الدین خاں گنڈاپور ڈائریکٹر تعلیم پشاور کی رضامندی سے ہوا۔ اس دوران اس کی مستقل پوسٹ ٹانک دکھائی گئی مگر افسوس ہے کہ وعدے کے مطابق اب تک مستقل لیکچرار کی پوسٹ پر تعین نہیں کیا گیا۔ غضب بالائے غضب یہ کہ اس کی جگہ جونیئر در جونیئر لڑکی کو مقرر کر دیا گیا اور مجھ غریب و بے نوا کی یتیم بھتیجی کو گھر بٹھا دیا گیا ہے۔ کافی تگ و دو کے بعد اسے سیدو شریف میں عارضی پوسٹ دی گئی۔ جس پر یہ اب تک کام کر رہی ہے مگر ویسٹ پاکستان سروس کمیشن کے تقرر و سلیکشن کے باوجود اسے نہ تو آج تک مستقل کیا گیا اور نہ ہی اس کے موجودہ عارضی تقرر کے وقت اس کی پنجاب والی ملازمت کو شامل و شمار کیا گیا۔

اب گورنر صوبہ سرحد سے میری گزارش ہے کہ وہ میری بھتیجی کو موجودہ پوسٹ پر مستقل کر کے میرے اضطراب کو دور کریں۔ اس سلسلے میں چٹھی نمبر ۴۵۲ مورخہ ۵/۷۳ ۲۸ کے ذریعہ پرنسپل صاحبہ ڈی۔ آئی خان کی تاکید بھی موجود ہے اور مرکزی وزیر تعلیم جناب عبدالحفیظ پیرزادہ و صوبائی وزیر تعلیم جارج سکندر خاں صاحب کی تائید و سفارش بھی ہو چکی ہے۔ مگر وائے افسوس کہ ان تمام تاکیدات و سفارشات کو درخور اعتناء نہیں سمجھا گیا اور انہیں ردی کی وسیع و عریض ٹوکری کی نذر کر دیا گیا۔ صوبہ سرحد کے سابق وزیر اعلیٰ نے بھی اس کو اس پوسٹ کے لیے سب سے زیادہ حق دار قرار دیا تھا۔ ڈیرہ اسماعیل خاں سے سیدو شریف تبدیل کرنے پر کوئی سفر خرچ نہیں دیا گیا۔

اب میری آخر گزارش یہ ہے کہ میری بھتیجی کو بلا تاخیر مستقل پوسٹ پر متعین فرما کر ہمیں پریشانی سے بچایا جائے۔ گورنر صاحب اگر حکم کریں تو میں تمام ریکارڈ لے کر حاضر ہو سکتا ہوں۔

(حکیم امیر علی شاہ معرفت الحاج احمد نواز خاں صاحب گنڈاپور نظام خاں گیٹ ڈیرہ اسماعیل خاں صوبہ سرحد ۔ پاکستان)

پڑھے لکھے نوجوان

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب ترجمانِ اسلام

السلام علیکم!

ملک میں پڑھے لکھے نوجوانوں کا بیروزگار دربدر مارے مارے پھرنا قومی المیہ سے کم نہیں۔ اس مسئلہ سے نمٹنے کے لیے حکومت نے N.D.V.P کا اجراء کیا۔ تمام حلقوں کی طرف سے اس اچھے اقدام کو سراہا گیا۔ لیکن ایک دو ماہ کے بعد ہی یہ شکایت لبوں پر آنا شروع ہوئیں کہ تنخواہیں وقت پر نہیں ملتیں اور اسامیاں خالی ہونے پر بھی N.D.V.P کے تحت ملازمین کو مستقل نہیں کیا جاتا جبکہ اوپر سے نازل کردہ منظور نظر اشخاص کو تعینات کر دیا جاتا ہے یا جو صاحبِ اختیار لوگوں کو ”خوش“ کر لیں ملازمت کی لاٹری ان کے نام نکلتی ہے ابھی ان شکایات کا رونا رویا جا رہا تھا کہ ازالہ کی بجائے یہ افسوس ناک خبر سامنے آئی کہ حکومت ماہ مئی سے سرے سے یہ سکیم ہی ختم کر رہی ہے اور اس سلسلہ میں N.D.V.P کے تحت عارضی ملازمین کی برطرفی کے نوٹس جاری کئے جا رہے ہیں۔ اگر حکومت نے اس فیصلے کو عملی جامہ پہنایا تو یہ نوجوانوں سے مذاق کے مترادف ہوگا۔ ہم آپ کے توسط سے حکومت سے التماس کرتے ہیں کہ وہ اس غیر دانشمندانہ فیصلہ کو فوراً واپس لے اور معاشرہ میں نت نئے مسائل پیدا کرنے سے اجتناب کرے۔

ابوالفہیم بھٹہ (ملتان)

شہر شہر سے

قمر ہاشمی

قائدِ جمعیۃ مولانا مفتی محمود صاحب پر
قاتلانہ حملے کے خلاف ملک بھر میں زبردست احتجاج

قائد جمعیتہ و قائم مقائم قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود پر قاتلانہ حملہ پر پورے ملک میں احتجاج کیا جارہا ہے۔ اس سلسلے میں امیر مرکزیہ جمعیتہ علماء اسلام پاکستان حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ، نے اپنے ایک بیان میں قائدِ جمعیتہ مولانا مفتی محمود پر قاتلانہ حملے کی پرزور مذمت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ حملہ سوچی سمجھی سکیم کے تحت حکومت کے اشارے پر ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ موجودہ حکومت کی آمرانہ ذہنیت اپنے سیاسی حریفوں کو راہ سے ہٹانے کے لیے اس قسم کے اوچھے ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے آپ نے حکمرانوں کو متنبہ کیا کہ وہ اس قسم کی آمرانہ روش کو ترک کر دیں ورنہ اس کا جتنا نقصان ملک اور قوم کو ہوگا اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔ آپ نے مطالبہ کیا کہ حملہ آوروں کو عبرتناک سزا دے کر کروڑوں اسلامیانِ پاکستان کو مطمئن کیا جائے۔ اسی طرح جمعیتہ علماء اسلام کے نائب امیر مرکزیہ مولانا محمد شریف صاحب اور جمعیتہ پنجاب کے ناظم اعلیٰ مولانا پیر سیدؒ نیاز احمد شاہ نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں مولانا مفتی محمود پر قاتلانہ حملہ کی مذمت کی ہے اور حضرت مفتی صاحب کے بال بال بچ جانے پر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس شرمناک واقع کی اعلیٰ سطح پر عدالتی تحقیقات کرا کر مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ ہر دو حضرات نے قاتلانہ حملہ کی خبر کو ریڈیو اور ٹی۔ وی پر نشر نہ کرنے پر شدید احتجاج کیا ہے۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب کلاچی نے ایک بیان میں مفتی صاحب پر قاتلانہ حملہ کے سلسلے میں شدید احتجاج کیا ہے اور اس فعلِ شنیع کی پرزور مذمت کی ہے آپ نے کہا کہ ملک وملت کے غدّار دندنا رہے ہیں اور ملک و قوم کے سچے بہی خواہوں پر آئے دن قاتلانہ حملے کیے جاتے ہیں۔ مولانا نے کہا کہ "عوامی حکومت" مفتی صاحب کو اپنی راہ کا سنگِ گراں سمجھتے ہوئے ایک منصوبہ کے تحت یہ سب کچھ کرا رہی ہے۔ مولانا نے مفتی صاحب کی درازئ عمر کے لیے دعا کی۔

لاہور

جمعیتہ علماء اسلام ضلع لاہور کا ایک ہنگامی اجلاس حضرت مولانا عبیداللہ انور صدر جمعیتہ علماء اسلام صوبہ پنجاب کی صدارت میں منعقد ہوا جسمیں قائد جمعیتہ پر قاتلانہ حملہ کی شدید مذمت کی گئی۔ اس حملہ کو مفتی صاحب کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کے پیش نظر "عوامی حکومت" کی بوکھلاہٹ سے تعبیر کیا گیا۔ اجلاس میں مطالبہ کیا گیا کہ اس واقع کی تحقیقات کے لیے ہائی کورٹ کا جج مقرر کیا جائے اور مجرموں کو عبرتناک سزا دی جائے۔ ایک قرار داد کے ذریعے جمعیتہ حلقہ اندرون شہر لاہور کے کنوئینر جناب عبدالمالک کی رہائش گاہ پر پولیس کے چھاپے کی شدید مذمت کی گئی۔

ڈیرہ اسماعیل خان

جمعیتہ علماء اسلام ڈیرہ اسماعیل خاں کے زیر اہتمام گنڈاپور پارک میں ایک بہت بڑا جلسہ عام ہوا۔ یہ جلسہ مولانا مفتی محمود پر قاتلانہ حملہ کے خلاف بطور احتجاج منعقد کیا گیا۔ جلسہ کی صدارت مولانا علاؤ الدین نے کی۔ قاضی عبداللطیف صاحب ضلع کے صدر، مولانا عبدالقدوس صاحب جنرل سیکرٹری ضلع مولانا علاؤ الدین صاحب صدر جلسہ کے علاوہ قاری محمد یوسف، قاری محمد رمضان اور شیخ عزیز الرحمان نے خطاب کیا۔ ایک قرار داد کے ذریعہ سجاول میں مفتی صاحب پر حملہ کی شدید مذمت کی گئی۔ مقرّرین نے کہا کہ مفتی صاحب کا جرم اگر کوئی ہے تو وہ یہ ہے کہ مفتی صاحب ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے اَن تھک جدوجہد کر رہے ہیں۔ اس عظیم الشان جلسہ میں مجرموں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کیا گیا۔

شجاع آباد

جمعیتہ علماء اسلام تحصیل شجاع آباد کے امیر قاری نظام الدین، امیر شہر مولانا سلطان احمد ناظم عمومی ملک عبدالرحمان ایڈووکیٹ، ناظم نشریات محمد ارشد بیگ نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں سجاول کے قریب مولانا مفتی محمود پر قاتلانہ حملہ کی شدید مذمت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ "عوامی حکومت" کے دور میں سیاسی حریفوں پر حملے روزمرہ کا معمول ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا اس واقع کی مکمل تحقیقات ہائی کورٹ کے جج کے ذریعہ کرائی جائے۔

اور مجرموں کو عبرتناک سزا دی جائے۔

ساہیوال شہر

ساہیوال شہر کی تمام مساجد سے خطبا حضرات اور اسلامیان ساہیوال نے متفقہ طور پر مولانا مفتی محمود پر قاتلانہ حملے کے خلاف احتجاج کیا مساجد میں قرارداد مذمت پاس کی گئی۔ جمعیتہ کے حلقوں نے "عوامی حکمرانوں" کو متنبہ کیا کہ اگر اپوزیشن کے عظیم رہنماؤں پر آئے دن کے قاتلانہ حملوں کا انسداد نہ کیا گیا تو اس کا ردِّ عمل شدید ہو سکتا ہے جس کی ذمہ داری خود حکومت پر ہو گی۔ خطباء مساجد نے مطالبہ کیا کہ مجرموں کو کیفرِ کردار تک پہنچا کر عوام الناس کو مطمئن کیا جائے۔

کمالیہ شہر

جمعیتہ علماء اسلام کمالیہ کا ایک ہنگامی اجلاس جمعیتہ کے دفتر میں زیر صدارت چوہدری ضیاء الدّین صاحب امیر جمعیتہ کمالیہ منعقد ہوا۔ ناظم جمعیتہ مولانا حفیظ الرحمٰن عابد نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سجاول میں قائدِ جمعیت پر حملہ حکومت نے خود کروایا ہے جو اس کی بوکھلاہٹ کی دلیل ہے۔ حکومت تشدد کے ذریعہ سیاسی عمل کو روکنا چاہتی ہے۔ ناظم جمعیتہ جناب مولانا عابد نے کہا کہ حکومت ان اوچھے ہتھکنڈوں سے باز آجائے ورنہ اس کے ردِّ عمل کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہو گی۔ آخر میں حضرت مفتی صاحب کی درازیٔ عمر کے لیے دعا کی گئی۔ اور اس واقع کی شدید مذمت کی گئی۔

ٹنڈو آدم

جمعیتہ علماء اسلام ٹنڈو آدم کے ناظم نشریات اور جمعیتہ طلباء اسلام کے ناظم اعلیٰ محمد اقبال علوی نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں سجاول میں حضرت مفتی صاحب پر قاتلانہ حملہ کی سخت مذمت کی۔ انہوں نے کہا کہ اگر سیاسی حریفوں پر قاتلانہ حملوں کا یہ عمل جاری رہا تو اس کے نتائج انتہائی خطرناک ہوں گے۔ اس سے پہلے بھی اس قسم کے حملوں سے سیاسی رہنماؤں کو راہ سے ہٹایا جاتا رہا ہے۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مجرموں کو عبرتناک سزا دے

قلعہ لچھمن سنگھ لاہور

جامع مسجد نورانی میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا سعید احمد رائے پوری نے سجاول میں مولانا مفتی محمود پر قاتلانہ حملہ کی پرزور مذمت کی۔ مولانا نے کہا کہ عوامی حکومت کے دور میں امن عنقا ہو چکا ہے۔ ہر طرف لاقانونیت، تشدد اور آمریت کا دور دورہ ہے۔ سیاسی رہنماؤں کو راہ سے ہٹانے کے لیے ایک منصوبہ کے تحت حملے کرائے جا رہے ہیں جس کا مطلب جمہوریت کو مکمل طور پر ملک بدر کرنا ہے۔ اس سے پہلے بھی اس قسم کے حملوں کے نتیجہ میں کئی قیمتی جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ مولانا نے کہا کہ حکومت اس قسم کے فسطائی حربوں سے باز رہے ورنہ اس کا ردّ عمل شدید ہو گا۔ اس اجتماع میں خطیب مسجد قاری عبدالحمید اور حافظ محمد طاہر ناظم عمومی جمعیتہ طلباء اسلام نے بھی اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا۔ آخر میں ایک قرارداد کے ذریعہ اس واقع کی تحقیقات ہائی کورٹ کے جج سے کرانے کا مطالبہ کیا

نعمان پورہ آزاد کشمیر

جمعیتہ علماء اسلام آزاد جموں و کشمیر کے ناظم اعلیٰ مولانا امیر الزماں نے ایک بیان میں مولانا مفتی محمود پر قاتلانہ حملہ کی شدید مذمت کی ہے مولانا نے کہا کہ پاکستان میں علماء اور سیاسی زعماء کے وجود کو برداشت نہیں کیا جا رہا ہے اور ایک منصوبہ کے تحت عوامی حکمران اپنے سیاسی حریفوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے پہلے بھی بہت سے سیاسی قتل ہوئے مگر آج تک کسی ایک مجرم کو بھی سزا نہیں دی گئی جس سے پتہ چلتا ہے کہ حکومت خود غنڈہ کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔ مولانا نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مفتی صاحب کو ظالموں کے ہاتھ سے بچا لیا۔ خدا مفتی صاحب کو تادیر سلامت رکھے۔ آمین

مولانا قاری محمد انور جمعیتہ آزاد کشمیر کے رہنما نے بھی اپنے ایک بیان میں مفتی صاحب پر حملہ کی مذمت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ابھی چند دن کی بات ہے کہ عوامی حکومت کے غنڈوں نے مولانا محمد یوسف صاحب شیخ الحدیث پر حملہ کیا تھا اور اب ملک کے محبوب رہنما قائدِ حزبِ اختلاف پر حملہ کیا ہے۔ مولانا نے مطالبہ کیا کہ وہ سیاسی رہنماؤں اور عوام کی جان کی حفاظت کی ذمہ داری پوری کرے۔

جھنگ کے علما کی گرفتاریوں پر احتجاج

گزشتہ دنوں جمعیتہ علماء اسلام جھنگ کے رہنما مولانا مفتی عبدالحلیم کو مہنگائی، غنڈہ گردی اور بے حیائی کے خلاف تقریر کرنے کے "جرم" میں گرفتار کر لیا گیا۔ مولانا نے یہ تقریر خطبہ جمعہ کے دوران کی تھی۔ مولانا کی گرفتاری کے خلاف احتجاجی جلسہ سے خطاب کرنے کی پاداش میں مولانا حفیظ الدین جھنگوی، جناب اقبال شیروانی اور مولانا حقنواز صاحب کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے گئے۔ جس سے پورے شہر میں غم و غصّہ کی لہر دوڑ گئی۔ جمعیتہ علماء اسلام جھنگ کی مجلس شوریٰ کے ایک اجلاس میں ان ناجائز گرفتاریوں کے خلاف شدید احتجاج کیا اور گرفتار شدہ علماء کرام کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا اور بے بنیاد مقدمات واپس لینے کا مطالبہ بھی کیا گیا۔

فون: ۶۷۷۱۵ | ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۱۳۲

محسنِ ملت حضرت درخواستی مدظلہٗ

دین کی عظمت کے پشتیبان ہیں درخواستی
قالب جمعیۃ میں جان ہیں درخواستی !
عاشق ختم الرسلؐ ہیں ، نور کا مینا ہیں
وجہ استحکام پاکستان ہیں درخواستی
ہر گھڑی وردِ زبان ان کے حدیث مصطفےٰ
اور فقیہ و حافظ قرآن ہیں درخواستی
حامیٔ دینِ ہدیٰ ہیں ماحیٔ بدعات ہیں
حق و باطل کیلیے فرقان ہیں درخواستی
بوالحسنؒ کی خواجگی ہیں غزنویؒ کا بانکپن
ہیں قلندرؔ ، وقت کے سلطان ہیں درخواستی
دشمنانِ ملک و ملت کیلیے تیغ و تفنگ !!
جمعیۃ میں آیۂ رحمان ہیں درخواستی
فقر و استغنا میں مثل بوذرؓ و سلمانؓ ہیں
بوالکلامؒ و شیخ ہندؒ کی آن ہیں درخواستی
ہیں امیرِ اہلِ حق ، احمد علیؒ کے جانشیں
قوم پر اللہ کا احسان ہیں درخواستی
نوجوانوں کے مطاع ہیں اولیاء کے رہنما
فکرِ حسینؒ احمد کے سیاستدان ہیں درخواستی
آمروں کے واسطے اک برق خرمن سوز ہیں
ظالموں کے واسطے طوفان ہیں درخواستی

دین پور ہو ، رائے پور ہو یا ہو طاہر کندیاں
رہبر ابرار ہیں برہان ہیں درخواستی !!

حافظ محمد طاہر

عمدہ ماحول
عمدہ سروس
غرناطہ ریستوران ایرکنڈیشنڈ جہلم